R.L. No. 2595. رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

[ہندو]ستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا [لانے والا] اکیلا اخبار

ایڈیٹر ایم محمد یوسف

نور

ہر ماہ کی ۳ اور ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

اخبار نور، قادیان

جلد ۲۱ — نمبر ۱۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

۳ جون ۱۹۳۳ء

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا اظہار کرتے ہوئے دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت کا ذکر اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت

(۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲ روپے

" ششماہی ۱ روپیہ

" سالانہ رئیسوں سے ۱۰ روپے

" " امراء سے ۱۲ روپے

" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مفرح دل اور مقوی دماغ

مفرح دل اور مقوی دماغ

رفیق زندگی

موسم گرما کیلئے بے نظیر تحفہ

عام طور پر مقوی ادویات گرم ہوتی ہیں، اور موسم گرما میں بعض اوقات ان کا استعمال مضر بیٹھتا ہے لہٰذا اس موسم میں ایسی چیز کی ضرورت تھی جو مقوی بھی ہو اور مفرح بھی، مبارک ہو کہ وہ چیز تیار ہو گئی جس کا نام رفیق زندگی ہے۔ یہ ایک نادر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد، بے رونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو ان کیلئے یہ جادو اثر اور نعمت غیر مترقبہ ہے، قیمت فی بکس جس میں ۱۵ تولہ یعنی ایک ماہ کی خوراک ہے صرف پانچ روپے، محصول الگ۔

پھول بغیر کانٹا

یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے جس کی دنیا کو عرصہ سے ضرورت تھی، اس کی تشریح بیان سے باہر ہے رفیق زندگی کے ساتھ نصف قیمت یعنی ایک روپیہ آٹھ آنہ پر روانہ ہوگا، ورنہ علیحدہ خریدنے پر قیمت تین روپے، رفیق زندگی کیساتھ پھول بغیر کانٹا کا استعمال سونے پر سہاگہ ہے۔

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور

[illegible] برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے دفتر نور قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیوتا سروپ کی تاریخ دانی

آج کل کی آریہ سماجی دنیا میں بھائی پرمانند ایم اے بہت بڑے مؤرخ مانے جاتے ہیں، آریہ جنتا میں آپ کی تاریخ دانی کا غلغلہ ہے اور آپ کی تاریخ نویسی کی دھاک بیٹھ چکی ہے، غالباً یہی جوہر ہے جس کی بنا پر آپ کو دیوتا سروپ کے پیارے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے،

ہندو پنڈتوں نے اگرچہ مختلف علوم و فنون میں نمایاں ترقی کی، شاعری اور انشاپردازی میں قابل قدر کتابیں لکھیں، درشن بنائے، شاستر رچے، مگر قدیم الایام ہی سے ان کو فن تاریخ کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوئی اگر کچھ لکھا بھی گیا تو افسانے کے طور پر، جس میں نام کے سوا حقیقت کا نشان نہیں، اسی عدم اعتنا کا نتیجہ ہے کہ سنسکرت زبان کا کتب خانہ تاریخی کتابوں سے بالکل خالی ہے اور آج تک پورا پتہ نہیں چلا کہ وید کب بنے اور کیونکر بنے بنانے والے کون تھے، کہاں پیدا ہوئے، کہاں نشوونما پائی، کہاں لکھے کہاں پڑھے اور کیسے اخلاق رکھتے تھے ان کے موٹے موٹے واقعات عمری کیا ہیں، ان کے اہل زمانہ کیسے تھے، ان کے رسم و رواج کیا تھے، ویدک رشیوں نے کیا کیا اصلاحیں کیں، اس امر پر یقین کرنے کی تاریخی وجوہات کیا ہیں؟ کہ موجودہ وید وہی ہیں جو کہ پرانے زمانے میں رشیوں کو ملے تھے، اور ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی، ویدک گیان کب ضبط تحریر میں آیا اور کب کتاب کی صورت میں مدون کیا گیا، اور پھر اس کتاب کے ہم تک پہنچنے کا سلسلۂ روایت کیا ہے؟ یہ وہ اصولی باتیں ہیں، جن کا سب سے پہلے ہندو تاریخ کو جواب دینا چاہیئے تھا، مگر تاریخ ہو تو جواب دے، جبکہ تاریخ ہی نہیں تو جواب کیسا، پورانوں کو سماجی دوست تاریخی کتابیں ہی نہیں مانتے، ان سے بحث کرنا ہی لاحاصل ہے، رامائن اور مہابھارت کا یہ عالم ہے کہ سماجی دوست انھیں بھی تاریخی کتابیں نہیں کہہ سکتے، اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر ان کو کسی ادبی کتب خانہ کے اونچے سے اونچے مقام پر رکھدیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ ادبیت کے لحاظ سے فی الواقعہ وہ نہایت قابل قدر کتابیں ہیں، مگر باایں ہمہ کسی تاریخی کتب خانہ میں انھیں کوئی جگہ نہیں مل سکتی، کیونکہ ان میں بھی وہی افسانہ نویسی کا رنگ اور مبالغہ اور اغراق نگاری کا ڈھنگ موجود ہے اور ہزاروں باتیں ایسی لکھدی گئی ہیں، جن کا وقوع پذیر ہونا ہی بعید از امکان ہے ایسی حالت میں جب کہ سنسکرت کتب خانہ ہی فن تاریخ کی کتابوں سے خالی ہو اور قدیم الایام سے تاریخ نویسی کا رواج ہی نہ پڑا ہو کوئی تعجب کی بات نہیں، کہ ہندوؤں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ تاریخ نویسی انسانوں کا کام نہیں، بلکہ دیوتاؤں کا ہے، قوم کی طرف سے انھیں دیوتا سروپ کا خطاب بہت ممکن ہے اور اسی بنا پر دیا گیا ہو۔

ہندوؤں کو اس بات کا پتہ نہیں کہ دنیائے تاریخ کی سلطنت میں کیسے لوگوں کو خطاب ملا کرتے ہیں اس زمین کا آسمان کیسا ہوتا ہے اور اس کے درخشندہ ستارے کیسے، سورج کیسا ہونا چاہیئے اور چاند کیسا؛ ان کی نگاہ صرف اپنے ہی ماحول پر ہے جس میں بھائی جی ممدوح کی جگنو مثال تجلی کے سوا اور کوئی روشنی نظر ہی نہیں آتی اس لئے چکاچوند میں آکر بیساختہ پکار اُٹھے ہیں کہ یہی بڑے مؤرخ ہیں، اور یہی دیوتا سروپ ہیں، لیکن اگر ان کی نگاہ مؤرخین عالم کے کمالات پر پڑ جاتی تو پھر دیوتا سروپ جی کی ہستی پر مچھر کے برابر بھی نظر نہ آتی، ہم اس امر میں اپنے بھائیوں کو بالکل معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ابھی ان کی نگاہ دُوربین نہیں بنی، دُوربینی آجائے گی تو انھیں اپنے خیال کی غلطی خود بخود معلوم ہو جائے گی،

بھائی جی نے چند ایک تاریخی رسالے ضرور لکھے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے تمام رسالے اس قابل قدر فن کے خوشنما چہرے پر بدنما دھبے کا حکم رکھتے ہیں اگر دیوتا سروپ جی مہاراج دھارمک کتابیں لکھتے اور ان میں اپنے دھرم کی خوبیوں کا بیان کرتے، اس کی سچائی کی دلائل لکھتے، ویدوں کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے، اپنشدوں پر مضمون لکھتے، ویدانت پر قلم اٹھاتے، جوگ پر اپنی نکتہ آفرینیوں کا اضافہ کرتے تو ان باتوں کا ضرور حق رکھتے تھے، اور یہ باتیں ان کے مسلک اور مذاق کے مطابق بھی تھیں مگر غضب تو یہ ہے کہ انھوں نے اس فن پر قلم اُٹھانے کی جرأت کر لی ہے جس کے وہ ابھی طفل مکتب بھی نہیں بن سکے۔

دیوتا سروپ کے تاریخی رسالوں میں عام نقائص

تعصب اور ہٹ دھرمی ایک مؤرخ کے لئے بہت بڑے عیب کا حکم رکھتی ہے یہ عیب بھائی جی کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے واقعات خواہ کچھ کہیں مگر وہ ہندو جنتا کو اس جھوٹے اور پرفریب نتیجہ پر لانا چاہتے ہیں، کہ سکھ اور مسلمان تمہارے دشمن ہیں، اور نا پاک خیال کو ثابت کرنے کیلئے مسلمانوں اور سکھ بزرگوں کی اشتعال انگیز توہین کرنے سے بھی نہیں چوکتے، تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ جس میں نقل و روایت کے بغیر کام نہیں چل سکتا، نقل و روایت کے وقت منقول عنہ اور راوی کا پتہ دینا اور ماخذ کے وثوق و اعتبار پر پوری پوری روشنی ڈالنا مؤرخ کے فرائض میں داخل ہے، اور اس سے روگردانی کرنا خود مؤرخ کی پوزیشن کو خطرناک بنا دیتا ہے بھائی جی اپنے تاریخی رسالوں میں اول سے آخر تک اس خطرناک گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، انھوں نے کہیں نہیں بتلایا کہ یہ واقعہ کہاں سے لیا گیا ہے اور وہ واقعہ کہاں سے؟ پھر یہ کہ جہاں سے واقعات اخذ کئے گئے ہیں وہ ماخذ بھی مسلمہ مؤرخین کے نزدیک قابل استناد ہے

دیوتا سروپ جی اپنے تاریخی رسالوں میں جسقدر واقعات لکھتے ہیں، ان میں سے اکثر سکھوں اور مسلمانوں کی تاریخوں کے قطعی برخلاف ہوتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نقل میں دیانتداری سے کام نہیں لیتے یہ امر بھی ایک مؤرخ کے شایان شان نہیں۔

مؤرخ کا فرض ہے کہ جو کچھ اسے ملے اچھا ہو یا برا داغدار ہو یا بیداغ، من وعن دوسروں تک پہنچا دے عیبوں کو چھپانا اور داغوں کا مٹانا مؤرخ کا کام نہیں جو مؤرخ ہو کر دھوبی کا کام کرتا ہے وہ مؤرخ نہیں کہلا سکتا، بھائی جی کہیں بھی اپنے اس فرض کو پورا نہیں کرتے، بلکہ الٹا اپنے ہیرو کے عیبوں اور داغوں کو دھونے کی رائیگاں کوشش کرتے ہیں، اور مخالف کی خوبیوں کو عیب بنا کر خوب رنگ چڑھاتے ہیں (بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور کی عارضی جدائی

جب میں نے گذشتہ اکتوبر میں نور کا ڈیکلریشن آفتاب برقی پریس امرتسر میں دیا، مباہلہ اس پریس میں چھپتا تھا یا نہیں، مجھے اس کا علم نہیں، ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت قادیان کا اور بھی بہت سا کام اس مطبع میں جاتا تھا، گذشتہ فروری میں مجھے یہ علم ہوا کہ اس مطبع میں رسوائے جہاں مباہلہ بھی چھپتا ہے اور میں نے اسوقت منیجر مطبع کو یہ صاف کہدیا، کہ چونکہ مباہلہ بھی اس پریس میں چھپتا ہے اس لئے آئندہ میں نور کو آپ کے مطبع میں نہیں چھپوا سکتا، اس پر انھوں نے مجھے جواب دیا، کہ میں نے مباہلہ کو جواب دے دیا ہے کہ آئندہ میں نہیں چھاپوں گا، اس پر میں خاموش ہوگیا، اور بے فکر ہوکر اپنا کام وہاں کرواتا رہا۔ گذشتہ دنوں میں مجھے ناظر صاحب اعلیٰ کا خط ملا کہ چونکہ آفتاب برقی پریس میں مباہلہ بھی چھپتا ہے اس لئے آئندہ آپ اپنا کام وہاں نہ دیں، میں نے جواباً لکھدیا کہ آج سے قریباً ۱½ ماہ قبل میں نے منیجر مطبع سے دریافت کیا تھا، انھوں نے مجھے کہا تھا، کہ میں نے مباہلہ والوں کو جواب دیدیا ہے اس پر ناظر صاحب موصوف کی طرف سے یہ جواب ملا کہ ہم نے تحقیقات کی ہے مباہلہ بدستور وہاں چھپ رہا ہے اس کے جواب میں میں نے یہ لکھدیا کہ آئندہ میں اپنا کام اس مطبع میں نہیں دوں گا، اس کے بعد میں نے روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر کو لکھدیا کہ آپ فی الفور نور کی پرنٹری کا ڈیکلریشن داخل کردیں مگر میری بدقسمتی سے اسی اثناء میں پریس آرڈیننس بھی جاری ہوگیا، اس پر منیجر مطبع روز بازار نے مجھے یہ لکھا کہ:- ”اخبار کے ڈیکلریشن داخل کرنے کا خط موصول ہوا، کچہری میں جاکر معلوم ہوا، کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بوجہ شورش کے آج کل ہر ایک اخبار اور پریس سے ضمانت طلب فرماتے ہیں، جن کا ڈیکلریشن دیا جائے اخبار سے الگ ضمانت مانگ لیتے ہیں اور پریس سے الگ اس صورت میں درخواست نہیں دی گئی، اور یہ امر مجبوری ہے میرے خیال میں فی الحال جہاں چھپتا ہے وہیں سے حالت درست ہونے پر پھر فی الفور ڈیکلریشن داخل کر دیا جائے گا“

اس پر میں نے منیجر موصوف کو لکھا کہ آپ اخبار کی ضمانت کی فکر نہ کریں، اگر یہ سوال پیدا ہوگا، تو دیکھا جائیگا (میرا خیال تھا کہ اگر ضمانت کم سے کم مقدار میں ہوئی تو میں داخل کرنے کی کوشش کرونگا تاکہ اخبار بند نہ ہو) آپ بہت جلد ڈیکلریشن داخل کردیں کیونکہ اسی قیل و قال میں نہ تو ۳ر مئی کا ہی اخبار شائع ہوسکا، اور نہ ۱۷ر کا ہی، اس پر انھوں نے یہ جواب دیا،

”ڈیکلریشن کے متعلق جو جناب نے لکھا ہے کہ جلد دیدیں، اگر اخبار کی ضمانت کا سوال پیدا ہوا، تو دیکھا جائیگا، مگر اس کے ساتھ اگر پریس کی بھی ضمانت طلب کی گئی تو پریس بند ہو جائیگا، اس مجبوری سے ہی درخواست ڈیکلریشن داخل نہیں کی گئی، امید کہ حالات کی نزاکت اور ہماری مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ایسا کرنے میں قطعی معذور سمجھیں گے“

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے حالات میں منیجر پریس کو یہی کرنا چاہیئے تھا، اگر میں بھی ان کی جگہ ہوتا، تو میں بھی ایسا ہی کرتا، اس صورت میں میں نے ایک دو دوستوں سے مشورہ لیا، انہوں نے مجھے یہ صلاح دی، کہ آپ ان حالات کو حضرت کے حضور پیش کردیں، امید ہے کہ حضور آپ کی اس بے بسی کو مدنظر فرماتے ہوئے برقی پریس میں ہی اخبار کے چھپنے کی اجازت دیدیں گے،

میں حضرت سے اجازت لوں، وہ اجازت دیں یا نہ دیں، یہ تو بعد کی بات ہے، مگر سب سے پہلے مجھے اپنے دل اور ضمیر سے بھی فتویٰ لینا چاہیئے کہ جن حالات کے تحت مجھے پہلے آفتاب برقی پریس میں کام بھیجنے سے منع کیا گیا ہے ابھی حالات وہی موجود ہیں، اور ان حالات کی موجودگی میں جب میری غیرت ہی اسے پسند نہیں کرتی کہ آئندہ میرا کام وہاں جائے، اور آئندہ وہاں کام بھیجنے کیلئے میرا دل مجھ سے تعاون نہیں کرتا، تو پھر میں حضرت کی خدمت میں اجازت کی درخواست کروں، تو کیسے، لہذا سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تاوقتیکہ حالات میرے مددگار نہوں، میں نور کی اشاعت کو ملتوی کردوں (اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں یہ اطلاعی پرچہ بھی برقی پریس میں بحالت اشد مجبوری چھپوا رہا ہوں، کیونکہ بدوں ڈیکلریشن کوئی دوسرا پریس اخبار چھاپ نہیں سکتا اور آج کل ڈیکلریشن کے نام سے ہی پریس والوں کے حواس باختہ ہو رہے ہیں، اور اگر میں سمجھتا کہ بدوں اطلاعی پرچہ کی ترسیل کے اخبار کو بند کرکے میں اخبار نویسی کی شان کو [illegible] رکھ سکتا ہوں، تو میں بخوشی ایسا کرتا کیونکہ اس اطلاعی پرچہ پر میرے چالیس روپے خرچ آئے جو صریح نقصان ہی، اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنی مرضی سے تو نور کا ایک پرچہ بھی لیٹ نہیں کرنا چاہتا، مگر اس صورت میں میری مشکلات اور بے بسی کسی تشریح کی محتاج نہیں، میری جگہ جو بھی با اصول ہوتا وہ ان حالات کی موجودگی میں ایسا ہی کرتا،

یہ امر واقعہ ہے کہ نور سے مجھے کچھ دے نہیں رہا، اکتوبر سے لیکر مئی تک اس کی آمدنی 940-3-0 روپے اور خرچ 933-0-0 روپے اس میں ایک مخیر صاحب کے 50/-/- روپے ماہوار کی اعانت بھی شامل ہے اگر اسے نکال دیا جائے تو چار صد روپے کا صریح نقصان اور ابھی اس میں میری تنخواہ شامل نہیں، اگر وہ بھی شامل کرلی جائے، تو پھر نقصان چل سو چل، مگر باوجود اس کے میں اپنی مرضی سے نور کا ایک پرچہ بھی لیٹ نہیں کرنا چاہتا تھا، کیونکہ میں اسے تبلیغ کیلئے بہترین حربہ سمجھتا ہوں، اور آجکل ہندوستان میں جسقدر تبلیغ کے اہم کار کی طرف توجہ کی ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس، اور نور کو مؤثر تبلیغی آلہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ میرے زیادہ سے زیادہ موافق اور مخالف بھی یہی کہتے ہیں۔

آج دنیا مانتی ہے کہ سکھ مذہب میں تبلیغ کیلئے جو وسیع اور بہترین میٹریل میں نے مہیا کیا اور کوئی کیا کریگا، گویا تبلیغی میدان میں سکھ صاحبان کا سب سے بڑا مد مقابل ہوں، مگر مجھے خوشی ہے کہ مجھے ایک ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہادر قوم سے مستقیم پالا پڑا ہے، جو مخالف کی خوبیوں کے اظہار میں بھی کچھ باک نہیں پاتی، چنانچہ اس بہادر قوم کا مسلمہ آرگن روزانہ اکالی اپنے ۱۳ر جنوری ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:-

"اڈیٹر صاحب نور کا مطالعہ سکھ لٹریچر اور سکھ تواریخ کے متعلق بہت وسیع ہے یہ کئی درجن کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ سکھ اور مسلمان جو دو توحید پرست اقوام ہیں، رشتہ اتحاد میں مضبوط ہو جائیں، اور آئے دن سکھ افراد اور مسلمانوں کے متعلق نفاق پیدا کرنے جھگڑے جاتے رہیں"

اب دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایسے دقیقہ رس وجود ذی جود کا نور کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو:-

"دشمن سے دشمن بھی نور کی تعریف کرتے ہیں پھر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم قدر نہ کریں" (۲۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء)

"نور کے مضامین تبلیغ کیلئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا، نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا، اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط آئے جو اسلام کے بہت قریب ہیں، نور کے مضامین پڑھکر ایک سکھ ایسا متاثر ہوا، کہ اس نے مجھے نذر بھیجی، مگر نور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے" (۲۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء)

ایسے مجاہد پرچہ کے بند ہونے کا نہ صرف مجھے ہی بلکہ ہر ایک بہی خواہ ملت کو بہت رنج ہوگا، اور ہونا چاہیئے مگر دوست تسلی رکھیں یہ سب کچھ بحالات مجبوری ہے حالات کے ذرا بھی روبہ اصلاح ہونے پر نور انشاء اللہ فی الفور میدان عمل میں آ کھڑا ہوگا، اور ہو سکتا ہے کہ بفضل ایزدی پہلے سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ اس کا ظہور ہو۔

اخبار کی اس بے بسی بندش کے بعد اب میں اپنا وقت کس طرف دونگا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی حکومتیں بھی ہندوستان میں ہوئیں اور چل بسیں۔ مگر ان سے ایک بڑی بھاری کوتاہی ہوئی جو آج تک انھوں نے ہندوستان کی رائج زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم نہ کئے، اگر ایک یا دو مقبول عام اور رائج الوقت زبانوں میں بھی قرآن پاک کے ترجمے ہو جاتے تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا، اس مقدس خیال کو لیکر میں نے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کیا اور اب اسی اہم مقصد کو لے کر ہی میں قرآن پاک کا ہندی ترجمہ کر رہا ہوں، اخبار کی عارضی علیحدگی کے نتیجہ میں یقیناً اب میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ پر دے سکونگا، اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اس اہم کام کو جلد مکمل کرونگا۔

دوست میرے لئے دعا کریں کہ میں جلد سے جلد قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کو مکمل کرلوں، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، جو بھی کار خیر ہو جائے غنیمت، اور پھر قرآن پاک کا ترجمہ زہے قسمت۔ ہندی ترجمہ کے بعد پھر میرا منشا ہے، کہ میں ہندوستان کی کسی ایسی زبان کو لوں، جس میں تا حال قرآن پاک کا ترجمہ نہ ہوا ہو، اور اسی طرح یکے بعد دیگرے میں ہندوستان کی جملہ رائج زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم مکمل کر سکوں، میرے اس نیک ارادے کو اللہ ہی پورا کرنے والا ہے، میں تو اس وقت مارے شرم کے ڈوب جاتا ہوں، جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ عیسائیوں نے انجیل کے تمام دنیا کی بولیوں میں تراجم کرائے اور برخلاف اس کے ہم اللہ کریم کی سب سے پیاری کتاب اور پریم سندیس کا اس وقت تک اور تو اور ہندوستان کی بھی رائج الوقت زبانوں میں تراجم نہیں کر سکے، اور پھر یہ شکایت کہ ہندوستان میں اسلام ترقی کیوں نہیں کر رہا، خیر بکھرے بیروں کا اب بھی کچھ نہیں بگڑا، اگر اب بھی ہمیں ہوش آ جائے اور ہم زیادہ نہیں تو کم از کم ہندوستان کی رائج الوقت زبانوں میں ہی قرآن حمید کے ترجمے کر سکیں تو ایک ربع صدی میں ہی ہندوستان کا مذہبی، روحانی اور تمدنی نقشہ پلٹ سکتا ہے، خدا ہمیں توفیق دے۔

میں نے منیجر صاحب ضیاء الاسلام پریس قادیان سے بھی نور کی چھپائی کے متعلق گفتگو کی گو مجھے اس جگہ کام کروانے میں قریباً ۵۰ ماہوار کا خسارہ ہی تھا مگر ان مشکلات میں میں اس خسارہ کو بھی غنیمت سمجھکر برداشت کرنے کیلئے تیار تھا، مگر منیجر صاحب موصوف بھی پریس آرڈیننس سے ایسے ہی خائف ہیں جیسے کہ اہل امرتسر، تاہم ایسے کیلئے میں اپنی کوشش جاری رکھونگا خدا کرے میری سعی بار آور ہو سکے۔

م. بہر حال حالات کے موئد ہونے پر نور انشاء اللہ اسی شان خصوصی کے ساتھ خدمت اسلام کیلئے میدان میں آ جائیگا، دوست خصوصیت سے دعا کریں کہ وہ وقت جلد آئے۔ آمین۔

شذرات

ہماری رواداری:- بعض نا واقف لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ احمدیوں نے مستریوں پر زیادتی کی مگر واقعات کی روشنی میں جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو معاملہ برعکس پاتے ہیں، مستری آج سے نہیں بلکہ چار سال سے احمدیوں کے برخلاف مکروہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ ہماری رواداری کا انہوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا، اور وہ اپنی ناہنجار روش میں بڑھتے ہی گئے، اور آخر وہ اپنی بدتہذیبی اور بدقماشی میں اس حد تک پہونچ گئے جہاں تہذیب اور انسانیت اپنا سر پیٹ رہی تھی۔ اگر ہماری طرف سے یہ حد سے بڑھی ہوئی رواداری اور چشم پوشی نہ ہوتی تو کیا ان "ڈھائی ٹوٹروؤں" کو یہ جرأت ہو سکتی تھی، کہ وہ ایک باوقار جماعت کے ساتھ اس تہذیب کش اور حیا سوز طریق سے پیش آتے، اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ ظالم ہم ہیں یا وہ۔

بھائی پرمانند کے ڈھول کا پول:- بھائی پرمانند نے بندہ بیراگی کو ہندوؤں کا ہیرو بنانا چاہا، اور اس کے لئے انھوں نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا، دراصل اس کی تہ میں کونسا جذبہ کام کر رہا تھا، ذرا اس کے لئے آپ بھائی جی کے ہی بھائی بند ایڈیٹر اخبار شکتی کی رائے ملاحظہ ہو۔

"اس ہیرو شپ کی تہ میں دھارمک (مذہبی) جذبہ کی بجائے مسلمانوں کے مقابلہ کی سپرٹ زیادہ کام کرتی تھی، چونکہ یہ جذبہ ایک ادنیٰ جذبہ تھا اسلئے ادھیاتم وادی ہندوؤں نے اسکو گرہن نہیں کیا، بیر بیراگی کا نام لینے یا اس کے نام پر کٹ مرنے سے موکش (نجات) ملنے کا خیال نہیں دیا گیا بلکہ اس سے ہندوؤں کی پولیٹیکل شکتی کے بڑھانے کا دنیوی خیال ظاہر کیا گیا، یہ خیال محض مسلمانوں کے مخالف نیم تعلیم یافتہ ہندوؤں سے آگے نہیں بڑھ سکا، یہ صرف ان تک ہی محدود رہا، جو رائے کے میدان سے نکل کر عمل کے میدان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نہیں جانا چاہتے تھے، (شکتی ۱۹ر اپریل)

غلط طریق عمل:۔ اخبار شکتی کی مذکورۃ الصدر رائے کسی تشریح کی محتاج نہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ سب ہندو بھائی پرمانند کے طریق عمل سے متفق ہی ہونگے، مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں، کہ ہندو جماعت کا ایک ایسا حصہ ضرور ہے جو بھائی پرمانند کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے، اور یہ طریق کار اصلاح طلب ہے، کیونکہ ہندوستان کی بہتری اسی میں ہے کہ ایسی فضا پیدا کی جائے، جس سے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب ہو سکیں، تاریخ دونو پہلو ہمارے سامنے رکھتی ہے تاریک بھی اور روشن بھی، خوبی یہ ہے کہ ہم روشن پہلو کو پبلک کے سامنے لائیں، اگر ہم تاریک پہلو کے مذموم فعل کی شروع کرنے لگیں، اور تو اور حقیقی بھائی بھی، ایک دوسرے کے جانی دشمن بن سکتے ہیں اور کون عقلمند اس طریق کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے جس سے دنیا کا امن تباہ ہو۔

آریوں کا مطالبہ سکھوں سے:۔ بھائی پرمانند کی طرف سے بندہ بیراگی کی مورتی گرانے پر جو مقدمات سکھوں پر چل رہے تھے، بھائی پرمانند نے وہ مقدمات واپس لے لئے ہیں، مگر آریہ اخبار پرکاش اپنے ۱۸ر مئی کے شو میں سکھوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اب انھیں بھی ڈسکہ کا مورچہ اٹھا دینا چاہئے۔

کیا اس موقعہ پر اڈیٹر پرکاش کو سکھوں کے سامنے یہ سوال رکھنا چاہئے تھا یا نہیں، اسے وہ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، اور یا سکھ جن سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ اس قسم کے "سودوں" سے کبھی باہمی دائمی صلح کا راستہ نہیں کھل سکتا اس کا ایک ہی طریق ہے کہ اگر ہندوؤں کا مطالبہ غلط ہے تو انھیں جلد سے جلد اس سے دستکش ہو جانا چاہئے، اور اگر سکھوں کا قبضہ ناجائز، تو انھیں جلد سے جلد دست بردار ہو جانا چاہئے۔

ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ اگر وہ گوردوارہ ہے تو وہ مندر یا ٹھاکر دوارہ نہیں بن سکتا اور اگر ٹھاکر دوارہ ہے تو گوردوارہ ہونے سے رہا، کیونکہ سکھوں اور ہندوؤں کے مذہبی راستے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

بُت پرستی کی حمایت کیوں:۔ آریہ سماج پلیٹ فارم پر بڑی شدومد سے یہ دعوی کیا کرتا ہے کہ آریہ سماج بت پرست نہیں ہے اور آریہ سماج کا یہ دعوی سنکر قدرتاً مجھے خوشی ہوا کرتی ہے کہ آریہ سماج اسلام کے ایک بڑے بھاری اصول پر کاربند ہو رہا ہے کیونکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اسلامی تعلیم کا ایک بڑا جزو ہے، مگر بعض اوقات آریہ سماج ایسے طریق عمل پر بھی کاربند ہو جاتا ہے جس سے یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ کہیں آریہ سماج اپنے "سناتن دھرم" کی طرف تو نہیں جا رہا، دور کیوں جاؤ، جب بھائی پرمانند نے بندہ بیراگی کی مورتی بنائی تو آریہ سماج نے الٹی اس کی حوصلہ افزائی کی، اس صورت میں یہ کہنا کہ آریہ سماج بت پرستی سے کلیتہً آزاد ہو چکا بہت مشکل ہے

دونو میں سے کسکو ترجیح:۔ آریہ مسافر ماہ مئی کے صفحہ ا پر اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "وید مقدس کا یہ حکم ہے کہ "نہ صرف بنی نوع انسان کو بلکہ تمام پرانی ماتر کو مِتر (دوستی) کی نگاہ سے دیکھو"، بے شک یہ تعلیم اچھی ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم، مگر شری سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۷ پر لکھتے ہیں کہ "ادھرمی خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ، نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی، تنزل و تخریب میں لگا رہے" اب اڈیٹر مہاشہ ہی بتلائیں کہ ہم ان دونو میں سے کسکو ترجیح دیں۔

مسلمانوں کی نجات کس میں ہے:۔ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے، اسلام نے عروج پایا تو تبلیغ کے اسلحہ سے آراستہ ہوکر، مسلمان اگر تنزل کی طرف گئے، تو تبلیغی فرائض کو چھوڑنے کے بعد، اب بھی اگر مسلمان ابھر سکتے ہیں تو صرف تبلیغی حربہ کے ذریعہ ہی، اگر مسلمان تبلیغ کیلئے عزم راسخ کر لیں، تو یقیناً چند سالوں میں ہی، ان کی حالت کچھ سے کچھ ہو سکتی ہے اور تو اور خود ہندوستان میں ہی تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے ۹ لاکھ اچھوت مسلمانوں کی طرف للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ خدا کے لئے آؤ اور ہمیں اس موجودہ ذلت کے بھنور سے نکالو۔

بازیگروں کا مسلمان ہونا:۔ بازیگر اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں سالوں سے ہندو مذہب سے وابستہ ہیں، مگر آج تک ہندو مذہب نے انھیں انسانی حقوق نہ دئیے آخر وہ اس ذلت آمیز سلوک سے تنگ آکر اسلام کی طرف رجوع ہو گئے جو ہر ایک شخص کو خواہ وہ کالا ہو یا گورا مساوات دینے کیلئے تیار ہے یہ دیکھ کر تمام ہندو کیمپ میں ایک کھلبلی سی مچ گئی اور یہ کسی قوم کی بیداری کی علامت ہے، اس سے ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ تبلیغی رو میں کامیاب ہونے کیلئے ہمیں کسقدر جدوجہد کی ضرورت ہے اور اگر ہم نے تبلیغ کے اہم کام کو کسی اور وقت کیلئے ٹالا، یا تو پھر اس سے بھی زیادہ جدوجہد کی ضرورت پڑیگی، لہذا اگر ہم ہندوستان میں تبلیغ کو بار آور بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں فی الفور اس میدان میں پوری تیاری کے ساتھ اتر آنا چاہئے۔

میرے لڑکے کا اچھا کام: میرا لڑکا محمد موسیٰ خان جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی آٹھویں جماعت میں پڑھتا ہے وہ پچھلے دنوں قادیان کی ایک مسجد کے کنوئیں پر نہانے کیلئے گیا، وہاں اس نے غسل خانہ میں روپیوں سے بھری ہوئی ایک گُتھلی پائی اور اسے معلوم ہوا کہ مجھ سے ایک گھنٹہ قبل ایک آدمی جو غیر احمدی ہے اس غسلخانہ میں نہا کر گیا، میرے لڑکے نے اسے تلاش کر کے یہ گتھلی اس کے حوالہ کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں -/-/75 روپے تھے، لڑکے کے اس اچھے فعل پر قدرتاً جو باپ کو خوشی ہو سکتی ہے اس کا اندازہ وہ باپ بخوبی لگا سکتا ہے جو اپنے بچہ کو نیک چلن بنانا چاہتا ہو۔

مکرم سید کشفی شاہ صاحب کا والا نامہ: جناب سید صاحب موصوف اپنے ایک پرائیویٹ خط میں خاکسار اڈیٹر نور کو لکھتے ہیں، کہ "زلزلہ نے پیگو شہر خاک سیاہ کر دیا، ٹانگو.... پانی میں غائب ہو گیا، کھیان بستی جو سمندر کے قریب تھی تباہ ہو گئی، یہاں ابھی ایک مسجد ۷۵ ہزار کی لاگت سے تیار ہوئی تھی تباہ ہو گئی، رنگون کی ۹۹ فیصدی بلڈنگ شق ہو گئی، برہما کا چونکہ تمام دنیا سے تعلق ہے کیونکہ ہر ایک قوم و ملک کا آدمی یہاں موجود ہے اسلئے قدرت ربانی نے اپنے قہر کی بجلی یہاں گرائی کہ ایک ہی دفعہ تمام دنیا میں حشر برپا ہو جائے، اور خدا کو بھولی ہوئی دنیا راہ راست پر آجائے دو منٹ کے اندر تین ہزار جانیں چل بسیں اور بیس ہزار سے زائد دربدر ہو گئے،

گورنمنٹ بھی خوب مدد کر رہی ہے اور پبلک بھی کافی مدد دے رہی ہے" انسان کو خدا کی بے نیازی سے ہر وقت ڈر کر رہنا چاہئے، برہما بعض حالات میں بہشتی رنگ رکھتا ہے موسم کا معتدل ہونا، روزگار کی فراوانی، ہندو مسلمانوں کا اتفاق، چوری چکاری کا کم ہونا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے باشندوں نے شکر نعمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ سیاسی شورش میں

مسلمانوں کیلئے صحیح طریق عمل

خطبہ جمعہ از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے

(فرمودہ ۲ر مئی ۱۹۳۰ء)

آج میں جس مسئلہ کے متعلق اظہار خیالات کرنا چاہتا ہوں وہ ہے تو سیاسی مگر اسلام سیاسیات سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ سیاسیات کا وہ حصہ جو جائز اور درست ہو وہ اسلام میں داخل ہے اور میں اسی کے متعلق آج خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

ہمارے دوست ناواقف نہیں ہیں کہ آج کل سارے ہندوستان میں کانگریس کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کانگریس اپنی ذات میں:۔ ہمارے لئے کسی تکلیف اور رنج کا موجب نہیں، وہ چند ایسے افراد کا مجموعہ ہے جو اپنے بیان کے مطابق ملک کی آزادی اور بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور کوئی عقلمند، کوئی شریف، کوئی باحیا اور کوئی انسان کہلانے کا مستحق انسان ایسے لوگوں کو بے قدری اور بے التفاتی کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا، جو اپنے آپ کو اس لئے مصیبت میں ڈالے ہوئے ہیں کہ اپنے ملک اور اہل ملک کو آسائش پہنچائیں اس لئے جس حد تک ان کے اپنے بیان او ان کے اصول کا تعلق ہے ہمیں ان کے ساتھ کلی ہمدردی ہے اور جس مقصد اور مدعا کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں اور جو ملک کی بہتری اور حریت کے سامان پیدا کرنا ہے ان کے حصول کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں ہندوستان کی آزادی اور حریت جس طرح گاندھی جی، پنڈت موتی لال نہرو پنڈت جواہر لال نہرو، مسٹر سین، مسٹر آئینگر، ڈاکٹر ستیہ پال وغیرہ کو مطلوب ہے اسی طرح ہمیں بھی مطلوب ہے اور ہندوستان ویسا ہی ہمارا ملک ہے جیسا ان لوگوں کا ہے اور اپنے وطن کی محبت ہمارے سینوں میں موجزن ہے جس طرح ان کے سینوں میں ہے اس لئے ہم یہ سننے کے لئے کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے کہ ہمارے دلوں میں ہندوستان کی محبت نہیں، یا وہ لوگ اس بارے میں ہم سے بڑھے ہوئے سمجھے جائیں لیکن دوسری طرف ہم اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ہمارا ملک ہندوستان انگریزوں کے ماتحت ہے، انگریزوں نے یہاں آکر جبرًا قبضہ کر لیا یا رضامندی سے انگریز یہاں خود بخود آکر قابض ہو گئے، یا بلائے ہوئے آئے، وہ ہندوستان کا مال و دولت کھینچ کر اپنے ملک میں لے گئے یا ہمیں فائدہ پہنچا رہے ہیں، ان باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ سترھویں صدی سے ہندوستان میں آئے اور انیسویں صدی سے بلکہ اٹھارھویں صدی سے ہی انہیں ہندوستان کی حکومت میں حصہ مل گیا اور اب وہ سارے ہندوستان پر قابض ہیں۔ پس اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے، کہ قانون کے مطابق ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہے اور کوئی دوسری حکومت جو انگریزوں کے منشا اور سمجھوتہ کے بغیر قائم ہو وہ قانونی حکومت نہیں کہلا سکتی، قانونی حکومت وہی کہلائے گی جو اس قائم شدہ حکومت کے سمجھوتہ سے قائم ہو، بشرطیکہ اس سمجھوتہ میں کسی قوم کو بیچ نہ دیا گیا ہو، پس ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہے اور از روئے قانون قائم ہے اس سے سمجھوتہ کر کے ہی کوئی اور حکومت قائم ہو سکتی ہے، بشرطیکہ ایسا سمجھوتہ کرتے ہوئے انگریز کسی قوم کو بیچ نہ دیں، ورنہ جنگ و جدل کا بازار گرم ہو جائے گا، اور ملک میں بدامنی اور تباہی پھیل جائے گی

ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزوں نے کچھ عرصہ سے اہل ہند کو اختیارات دینے شروع کئے ہیں، اور سائمن کمیشن اسی غرض کیلئے مقرر کیا گیا تھا، کہ دیکھا جائے مزید اختیارات کس حد تک دئے جا سکتے ہیں، ادھر ہندوستان میں اس حد تک بیداری، تعلیم، آزادی کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور دوسرے ملک اس طرح آزاد ہو رہے ہیں کہ اب ہندوستانی خاموش بیٹھ نہیں سکتے، اور یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا کی آبادی کا ⅕ حصہ غیر محدود اور غیر معین عرصہ تک ایک غیر ملکی حکومت کی اطاعت گوارا کر سکے، اگر یہ مطالبہ پورا نہ کیا گیا، تو آج نہیں تو کل، اور کل نہیں تو پرسوں ملک عقلمندی اور مصلحت اور دور اندیشی کے تمام قوانین کو توڑنے کیلئے کھڑا ہو جائے گا، اور خواہ اسے خودکشی کہا جائے، خواہ اس کا نام تباہی اور بربادی رکھا جائے، خواہ اسے ہلاکت اور خونریزی قرار دیا جائے، ملک اس کے لئے آمادہ ہو جائیگا، اسے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائیگا کہ جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ خودکشی اور ہلاکت ہے مگر انسانی طبائع میں ایک وقت ایسی رو چل جاتی ہے کہ وہ خودکشی کو ہی بہتر خیال کرنے لگ جاتے ہیں، اور اسی کو اپنے لئے مفید سمجھ لیتے ہیں، دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کئی ایک انسان جو موت کو پسند نہیں کرتے اور جان کو بہت عزیز سمجھتے ہیں ان پر بھی بعض اوقات ایسے آجاتے ہیں جبکہ زہر کھا کر یا کسی اور ذریعہ سے مر جانا پسند کرتے ہیں۔ اور جس طرح افراد پر ایسی حالت آتی ہے کہ جان دینے کی مصیبت برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں، اور چاہے انہیں بتایا جائے کہ اگر یہ چیز کھاؤ گے، تو مر جاؤ گے، پھر بھی وہ کہتے ہیں ہم یہ چیز ضرور کھائیں گے، کیونکہ ہم زندہ رہنا پسند نہیں کرتے اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں، اسی طرح قوموں پر بھی ایسے اوقات آتے ہیں جب وہ خودکشی کیلئے تیار ہو جاتی ہیں اور اپنی ہلاکت کو سامنے دیکھتی ہوئی [illegible] پڑتی ہے

غرض دنیا میں آزادی اور حریت [illegible] قدر گہری جگہ حاصل کر چکا ہے اور ہندوستان [illegible] اس قدر متاثر ہو چکا ہے کہ اب یہ زیادہ عرصہ تک [illegible] زادی [illegible] موجودہ قائم شدہ حکومت کے انگلستان کے ماتحت رہنا منظور نہیں کرے گا اور جس وقت یہ مادہ پھوٹے گا، اس وقت اس کا نام خودکشی رکھا جائے یا جنون، جہالت کہیں یا نادانی [illegible] کہیں یا خودکشی، ہندوستان کا بہت بڑا طبقہ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں، اس خودکشی کیلئے تیار ہو جائیگا اور اس لئے تیار ہو جائیگا، کہ غیر اقوام کے ماتحت کوئی قوم ہمیشہ کیلئے نہیں رہ سکتی۔

ان حالات میں ایک طرف تو ہم کانگریس کی نیت پر حملہ کرنے اور اس کے مقصد کو برا کہنے کیلئے تیار نہیں، اور دوسری طرف انگریزوں کا حکومت کا حق جو چلا آتا ہے اس کا انکار کرنے کیلئے تیار نہیں، بیشک یہ کہہ لو کہ انگریز تلوار لے کر نکلے اور اس طرح انھوں نے ہندوستان میں حکومت قائم کی، لیکن مسلمانوں نے بھی تو طاقت کے ذریعہ ہی ہندوستان پر حکومت حاصل کی تھی، اور ان سے پہلے آریوں نے بھی تو تلوار ہی کے ذریعہ سے حکومت حاصل کی تھی، پس جس قانون کے ماتحت مسلمانوں نے حکومت قائم کی، آریوں نے قائم کی، بدھوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے قائم کی، فرانس اور جاپان کی حکومتیں قائم ہیں، اور جب ان حکومتوں کو جائز قرار دیا جاتا ہے اور بروئے قانون قائم شدہ سمجھا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ **انگریزوں کی حکومت** کو ناجائز قرار دیا جائے، مگر جس طرح یہ صحیح ہے کہ جب کوئی قوم کسی ملک پر قابض ہو جائے، تو اس کی حکومت جائز اور درست سمجھی جاتی ہے اور اس کے خلاف فساد اور بغاوت کرنا ناجائز ہے اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ انسانی فطرت ایسی ہے جو لمبے عرصہ تک دوسرے کی حکومت برداشت نہیں کر سکتی اس کے اس فعل کو اچھا کہا جائے یا بُرا۔ اُسے عقلمندی سمجھا جائے یا جنون، وہ تیار ہو جاتی ہے کہ یا تو آزادی حاصل کرے یا پھر مر جائے ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی **درمیانہ رستہ** نکالنا بہت مشکل امر ہے کیونکہ اگر ایک طرف دنیا کا دستور عقل اور شریعت بتاتی ہے کہ قائم شدہ حکومت کے خلاف بے منصوبہ کرنا، اس سے لڑنا اور بغاوت کرنا ناجائز ہے تو دوسری طرف حب الوطنی کے جذبات ملک کی علمی اور اقتصادی ضروریات انسانی غیرت اور حمیت کا احساس مجبور کر رہا ہے کہ ملک کو آزاد کرایا جائے اور جو اس مقصد کو سامنے رکھ کر کام کر رہے ہیں ان کی قدر کی جائے، اُنھیں بُرا نہ کہا جائے، ان دونوں باتوں کے درمیان رستہ تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے پُلصراط تیار کرنا اگرچہ یہ **بہت مشکل کام** ہے لیکن صحیح راستہ یہی ہے اور یہی خدا کے منشاء کے ماتحت ہے لیکن افسوس ہے کہ اس وقت یہ صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جا رہا، ایک طرف کانگرس کے لوگ ایک صحیح مقصد کیلئے ایسی کارروائیوں پر اُتر آئے ہیں، جو نہ آج مفید ہو سکتی ہیں نہ کل، آزادی اچھی چیز ہے مگر وہ آزادی حاصل کرنے کا طریق جو ہمیشہ کے لئے غلام بنا دے، کبھی اچھا نہیں ہو سکتا، کانگرس والے آزادی حاصل کرنے کیلئے ایسا ہی طریق اختیار کئے ہوئے ہیں جو ہندوستان کو **ہمیشہ کیلئے غلام** بنا دے گا اور وہ طریق قانون شکنی ہے کانگرس نے یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ جو بات وہ کہے، گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اُسے مان لے، لیکن اگر نہ مانے تو اس کے قوانین توڑے جائیں، یہی طریق اگر کل بھی اختیار کیا جائے گا، تو کیا نتیجہ نکلیگا، فرض کر لو، انگریز ہندوستان سے چلے جاتے ہیں، اور ہندوستان میں ہندوستانی حاکم ہو جاتے ہیں، اس وقت اسی طریق پر عمل کیا جائے یعنی جس بات کا مطالبہ کوئی قوم کرے وہ حکومت منظور کر لے ورنہ اس کے قوانین توڑ دئے جائیں تو پھر کیا ہوگا دنیا میں کوئی بات ایسی نہیں ہو سکتی جس پر **سارے کے سارے لوگ** متفق ہو جائیں، حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بھی تمام لوگ متفق نظر نہیں آتے، نبیوں کے متعلق بھی اختلاف کیا جاتا ہے غرض کہ کوئی بات ایسی نہیں، حتیٰ کہ انسان کا اپنا جسم بھی ایسا نہیں، جس کے متعلق سب کے سب ایک بات پر متفق ہوں، اور جب انسان اپنے جسم کے متعلق بھی شبہات رکھتے ہیں تو اور کیا چیز ہوگی جس پر سب کے سب متفق ہوں گے، پس خواہ کوئی حکمت ہو اس سے اختلاف رکھنے والے موجود ہوں گے، اور اگر اختلاف کی وجہ سے قانون شکنی درست ہو سکتی ہے تو پھر امن کہاں رہ سکتا ہے آج اگر کانگریس والے حکومت کے خلاف **قانون شکنی** جائز قرار دیتے اور اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو انہیں اس بات کیلئے بھی تیار رہنا چاہئیے، کہ کل جب ان کی حکومت ہوگی تو اس کے قوانین بھی توڑے جائیں گے، اور کانگرسیوں نے جو طریق اختیار کر رکھا ہے اگر یہ کامیاب ہو جائے گا تو ہمیشہ کیلئے امن برباد ہو جائیگا،

پس **کانگریس کا موجودہ** روّیہ عقل کے بالکل خلاف ہے پھر ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں، نرمی اور محبت سے کر رہے ہیں، سختی اور تشدد کا اس میں کوئی دخل نہیں، مگر یہ بھی غلط ہے جس چیز کا نام گاندھی جی عدم تشدد رکھتے ہیں دراصل وہ تشدد ہے اور **خطرناک تشدد** ہے مثلاً یہی کہ وہ غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں پر پہرہ لگا رہے ہیں تاکہ خریدنے والوں کو اس کپڑے کے خریدنے سے روکیں اُن کے آگے بیٹھ جائیں اگر اس طرح بھی باز نہ آئیں تو لیٹ جائیں، اس سے زیادہ تشدد اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح دوسروں کو **تشدد کے لئے مجبور** کرتے ہیں یہی … عدم تشدد اگر گھروں میں شروع ہو جائے، تو اندازہ لگاؤ کہ کیا حالت ہو، بچہ کو مدرسے جانے کیلئے کہا جائے مگر وہ کھانا کھانا چھوڑ دے، یا بیوی سے خاوند کوئی کام کہے اور وہ گھر کا کام کرنا چھوڑ دے، اس پر خواہ مخواہ تشدد کرنا پڑے گا، دراصل اس قسم کی حرکات کو عدم تشدد کہنا دھوکہ ہے اور وہ یا تو خود بے وقوف ہے جو اس کا نام تشدد نہیں رکھتا، یا پھر دوسروں کو بے وقوف سمجھتا ہے یہ بہت **خطرناک فریب** ہے جو لوگوں کو دیا جا رہا ہے کہ حقیقت میں جو تشدد ہے اس کا نام عدم تشدد رکھا جاتا ہے یہ ایسا ہی عدم تشدد ہے جیسے کوئی کسی کے چھپ چھپ کر چٹکیاں لے اور جب وہ مقابلہ کرے تو چٹکیاں لینے والا شور مچا دے کہ میرے عدم تشدد کے مقابلہ میں تشدد اختیار کیا جاتا ہے یا ایسا ہی عدم تشدد ہے جیسا کہ **ایک راجہ کے متعلق** مشہور ہے کہ اس کے درباری اسے ریاست سے علیحدہ کرانا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے بار بار حکومت سے رپورٹیں کیں کہ راجہ پاگل ہو گیا ہے اور اس کثرت سے رپورٹیں بھیجیں کہ آخر حکومت کو راجہ کے دیکھنے کیلئے ڈاکٹر اور ایک اعلیٰ افسر بھیجنے پڑے جب وہ آئے تو درباریوں نے پہلے ہی سے سازش کر لی اور اس وقت جبکہ وہ دربار میں آنے والے تھے، راجہ کو چوری کرنے والے ایک نوکر نے جھک کر اس کے کان میں اسے ماں بہن کی گالیاں دیں، اس کی اس حرکت پر راجہ کو سخت طیش آیا، اور آنا بھی چاہئیے تھا اور وہ اُسے مارنے لگ گیا عین اس وقت جب وہ بے تحاشا مار رہا تھا، ڈاکٹر اور کمشنر دربار میں داخل ہوئے اور راجہ کی مخالف پارٹی نے یکزبان ہو کر کہا، حضور ہم سے روز ایسا ہی ہوتا ہے اس پر راجہ کے خلاف رپورٹ کر دی گئی، کہ وہ پاگل ہے، اب اگر کہا جائے کہ راجہ کے ساتھ چوری کرنے والے نے جو کچھ کیا وہ عدم تشدد تھا تو یہ غلط ہوگا، گالی دینا عدم تشدد نہ تھا، بلکہ تشدد تھا، ایسے حالات پیدا کر دینا کہ دوسرا تشدد کیلئے مجبور ہو جائے عدم تشدد نہیں کہلا سکتا، اور اُسے عدم تشدد کہنا غلطی ہے

آج کل کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ تشدد کر رہی ہے لیکن بیشتر اور بیشتر طور پر **کانگرس کی طرف سے تشدد** ہو رہا ہے جہاں حکومت کے قانون کو اس لئے توڑا جائے کہ اس کے کام میں روکیں ڈالی جائیں، یہ تشدد ہے ہاں یہ تشدد نہ ہوتا، اگر گورنمنٹ کی ملازمتیں نہ کی جاتیں، اس کے کاموں میں مدد نہ دی جاتی، اس سے تعاون نہ کیا جاتا مگر یہ کہ لوگوں کے ایک جائز کام سے روکنے کے لئے راستوں پر پہرے لگا دینا، یا قانون نمک کو توڑنا، یا سرکاری نمک کے گوداموں پر حملہ کرنا یہ کہاں کا عدم تشدد ہے اگر کوئی شخص کہے **گاندھی جی کے آشرم میں** گھس کر ان کا اسباب اُٹھا لے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ عدم تشدد ہوگا ؟ آشرم والے تو ڈنڈے سوٹے لے کر مارنے لگ جائیں گے، اسی طرح جو چال کانگرس والے چل رہے ہیں کیا اسی کے مطابق کوئی ان کے جلسہ میں جاکر میز کرسی اُٹھا لے تو وہ اس کا نام عدم تشدد رکھیں گے یہ تو الگ رہا، اسی سال **ایک احمدی غلطی سے کانگرس کے پنڈال میں** داخل ہوگیا تھا تو اس سے اس کو روپے چھین کر نکال دیا گیا تھا، پس یہ انصاف نہیں کہ جو طریق اپنے لئے پسند نہ کیا جائے وہ دوسرے کے متعلق استعمال کیا جائے، اور انسان کو **دشمنی اور عداوت میں بھی** انصاف کو ترک نہیں کرنا چاہئے مگر کانگرس کا موجودہ رویہ اس کے خلاف ہے اس کے مقابلہ میں ہم یہ نہیں کہتے کہ **گورنمنٹ غلطی سے بری ہے** اس کا رویہ بھی اتنا اچھا نہیں جتنا ہونا چاہئے، اُسے سمجھنا چاہئے تھا، کہ وہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں یہاں کے نہیں، اس لئے ملک میں یہ خیال پیدا ہونا لازمی ہے کہ ملکی معاملات کے حل کرنے میں ہماری رائے بھی سُنی جائے مگر اس کی پرواہ نہیں کی جاتی، **انگلستان میں اگر کوئی فساد ہو** تو اس کے انسداد کیلئے حکومت لوگوں سے مشورے کرتی اور ان کی کمیٹیاں بناتی ہے اور پھر طریق عمل تجویز کرتی ہے حالانکہ ملک ان کا اپنا ہوتا ہے حکومت ان کی اپنی ہوتی ہے مگر یہاں باہر کے آئے ہوئے غیروں پر حکومت کرنے اتنے فسادات کی موجودگی میں ملک سے پوچھتے تک نہیں، کہ کیا کیا جائے اس سے لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ جب **ہم سے پوچھا ہی نہیں جاتا** تو ہم ان باتوں میں کیوں دخل دیں اگر ان حالات میں گورنمنٹ کو کوئی مشورہ دے اور حکومت اس سے منہ موڑ لے تو اُسے کیا ضرورت ہے کہ کچھ کہے اس وجہ سے وہ طبقہ جو کانگریس کے موجودہ طریق عمل کو ناجائز سمجھتا ہے وہ بھی دخل نہیں دیتا، اور سمجھتا ہے کہ جب گورنمنٹ کو ہماری پرواہ نہیں تو ہمیں مشورہ دینے کی بھی ضرورت نہیں انگلستان، فرانس، جرمنی، اٹلی وغیرہ ممالک میں اس قدر فساد نہیں ہو سکتے، کیونکہ جب کوئی شورش اُٹھتی ہے تو سب پارٹیوں کو جمع کر کے ان سے شورش کے دبانے کا کام لیا جاتا ہے، **جنگ کے دنوں میں** ہی باوجود ملکی اور نمائندہ حکومت ہونے کے پھر بھی اقلیتوں کو کام کرنے کیلئے بلایا گیا اور ان کے مشورہ سے کام کیا جاتا تھا، انہیں کام میں حصہ دیا جاتا تھا، بعض وزراء محض اس لئے مستعفی ہو گئے، کہ اقلیتوں کو وزارت میں حصہ مل سکے جب اپنی اور نمائندہ حکومت میں یہ حالت ہوتی ہے تو **ایک بیرونی حکومت جو چھ ہزار میل** دُور سے آکر ایک غیر ملک پر حکومت کر رہی ہے اس سے جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے زیادہ ضروری ہے کہ ملک کے لوگوں کو بلائے اور ان کے سامنے یہ سوال رکھے کہ ایک طرف تو قانون شکنی کو روکنا ضروری ہے اور دوسری طرف لوگوں کے احساسات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے اب تم بتاؤ کہ کیا طریق اختیار کیا جائے، جس سے دونوں مقصد حل ہو جائیں اس طرح ملک کا ایک بڑا حصہ بدامنی کو دور کرنے کیلئے **گورنمنٹ کے ساتھ** ہو جاتا اور وہ لوگ سمجھتے کہ وہ اپنا کام کر رہے ہیں

پس گورنمنٹ کا رویہ قابل اعتراض ہے کہ وہ لوگ جو اس سے تعاون کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے، لوگوں کی ہنسی تمسخر کا نشانہ بنتے، کئی قسم کا نام رکھلتے ہیں، انہیں ایسا نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ گویا وہ موجود ہی نہیں،

پھر یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ جو سزائیں **نمک کے قانون کے توڑنے پر** دی جا رہی ہیں، وہ سخت ہیں، معمولی دو دو تین تین دن قید کر دینا کافی ہوتا، اول تو جرمانہ کرنا ہی کافی ہوتا، بلکہ میں تو شروع سے اس رائے کا تھا کہ ایسے لوگ جو نمک بنائیں وہ ان سے چھین لیا جائے بلکہ اگر گورنمنٹ صحیح طور پر **مذاق سے کام** لیتی اور مذاق بھی بعض اوقات بڑا کام کر جاتا ہے تو بہت جلد اس تحریک کا خاتمہ ہو جاتا، گورنمنٹ اعلان کر دیتی کہ چونکہ گاندھی جی اور ان کے ساتھی نمک بنانے لگ گئے ہیں اس لئے نمک بنانے والے کچھ ملازم موقوف کر دیئے جائیں گے اور اس طرح نمک بنانے والے محکموں میں تخفیف کر دی جائے گی پھر نمک بنانے والوں کا بنایا ہوا نمک لے کر نیلام کرتے جاتے اس طرح **گاندھی جی کا نمک** کانگرس نہ نیلام کرتی بلکہ خود گورنمنٹ کرتی اور جو لوگ نمک نہ دیتے ان کے گرد پہرہ مقرر کر دیا جاتا، نہ انھیں کھانے پینے کیلئے نکلنے دیا جاتا، نہ پیشاب یا خانہ کے لئے، اس طرح وہ بہت جلد نمک حوالے کر دیتے پس اگر اس تحریک کو جو واقعی ہنسی کے قابل تھی، **ہنسی مذاق میں** اُڑا دیا جاتا، تو تھوڑے عرصہ میں یہ خود بخود ختم ہو جاتی اور جب اس طرح ہوتا تو ملک سے گاندھی جی کا اثر مٹ جاتا، اور لوگ سمجھ لیتے کہ یہ محض مضحکہ تھا، اب جب گورنمنٹ نمک بنانے والوں کو قید کر رہی ہے تو قید ہونے کو بڑی قربانی قرار دیا جا رہا ہے اور اس سے دوسرے لوگوں میں بھی جوش پیدا ہو رہا ہے لیکن اگر اس طرح کیا جاتا، کہ جتنا نمک بنایا جاتا وہ پولیس چھین لیتی اور نمک بنانے والے خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے تو چند دن میں ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا۔

اس میں شبہ نہیں، صرف سرکاری افسروں سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا، اور **اگر گورنمنٹ مشورہ کرتی** تو ملک کا ایک بڑا حصہ نمک چھیننے میں اس کا مددگار بن جاتا یا لوگوں میں تقریریں کر کے سمجھانے کیلئے تیار ہو جاتا، اور اس طرح یہ تحریک بہت جلد مٹ جاتی، مگر اس طرف توجہ نہ کی گئی

حال میں **پشاور کے حادثہ کے موقعہ پر** پولیس اور فوجوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے عوام پر تشدد کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا، اور خود گورنمنٹ نے شائع کیا ہے کہ کچھ لوگوں میں بے اطمینانی پائی گئی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ نمک بنانے یا شہر میں پھرنے کی وجہ سے تشدد کرنا انھوں نے جائز نہ سمجھا اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات **حکومت کا رُعب** قائم کرنے کیلئے عدم تشدد کے جواب میں بھی تشدد کرنا ضروری ہوتا ہے مگر اسے عام لوگ نہیں سمجھ سکتے، حالانکہ گورنمنٹ چلتی ہی رعب سے ہے اور **گاندھی جی اور ان کے چیلے** یہی کوشش کر رہے ہیں، کہ گورنمنٹ کا رُعب مٹا دیا جائے تو رُعب کا قائم کرنا حکومت کیلئے ضروری ہوتا ہے مگر یہ عام لوگوں کو سمجھانا مشکل ہے ایسی باتیں سمجھانے لئے ملک کے لوگ ہونے چاہئیں، اب ایک عام مجمع کا جو شہر میں جتھا بنا کر پھر رہا تھا، مقابلہ کرنے سے جو ایک حصہ فوج نے انکار کیا، جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر یہ بات پھیل جائے تو کیسی خطرناک حالت ہو جائے، مگر ابھی لوگوں کو سمجھانے والے اگر ان کے آزاد ہموطن ہوتے، تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان پر اثر نہ ہوتا۔

غرض ایک طرف اگر کانگرس غلط طریق اختیار کئے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے تو دوسری طرف گورنمنٹ بھی غلطی کر رہی ہے اور **مسلمانوں کیلئے بہت مشکل** پیدا ہو گئی ہے مسلمان قانون شکنی نہ کریں، اور نمک سازی بھی نہ کریں، مگر یہ بھی تو نہیں ہو سکتا، کہ ملک کی حریت اور آزادی کے لئے کچھ نہ کریں، لیکن اگر وہ اس کے لئے آواز اٹھاتے ہیں تو کانگرس کے حامی و مددگار سمجھے جاتے ہیں اور اگر خموش رہتے ہیں تو ملک کے دشمن قرار پاتے ہیں ان کی حالت بعینہ اس کی مصداق ہے **گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل** اگر بولتے ہیں تو کانگرس کے حامی کہلاتے ہیں، اور اگر نہیں بولتے تو حکومت کے حامی سمجھے جاتے ہیں، مسلمانوں کی اس مشکل کا ازالہ بھی **گورنمنٹ کے ہاتھ میں** ہے ——

— مگر افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے اس کے متعلق کچھ نہیں کیا، اس وقت چاہئے تھا، کہ گورنمنٹ مسلمانوں کو یقین دلاتی کہ ہم تمہارے جائز حقوق تمھیں دینے کیلئے تیار ہیں یا کم از کم اس بات کا اقرار کرتی کہ کانگریس سے مسلمانوں کا علیحدہ رہنا اس لئے نہیں کہ وہ نکمے ہیں، اور کچھ نہیں کر سکتے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ قانون کا احترام کرتے ہیں اور قانون کے اندر رہ کر ملک کی ترقی کیلئے کوشاں ہیں، اگر حکومت اس بات کا اعتراف کرتی تو مسلمان یقیناً عملی طور پر اس کی مدد کیلئے تیار ہو جاتے، اور گورنمنٹ کو کام کرنے والے لوگ مل جاتے،

بے شک **ایک حصہ مسلمانوں کا** ایسا ہے جو کانگرس کے ساتھ ہے مگر یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، کانگریس نے اپنے فیصلہ میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور ان کے حقوق کی کوئی پرواہ نہیں کی ایسی حالت میں **کانگرس کا ساتھ دینا** مسلمانوں کے حقوق کو تباہ کرنا ہے یہ لوگ کہتے ہیں، کانگرس نے کہدیا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے پر اقلیتوں کو راضی کیا جائیگا اور کوئی فیصلہ اقلیتوں کی منشار کے خلاف نہ کیا جائے گا، اس کے متعلق اول تو یہ سوال ہے کہ جب حکومت کانگریس کے ہاتھ میں آجائے گی، اس وقت ان لوگوں کا کیا اعتبار ہے کہ اس وعدہ پر قایم رہیں گے دوم یہی الفاظ جو مسلمانوں کی تسلی کیلئے پیش کئے جاتے ہیں، مسلمانوں کے خلاف استعمال کئے جا سکتے ہیں اور

ان کے اور بھی معنی ہندو کر سکتے ہیں اب یہی کہا گیا ہے کہ **اقلیتوں کی رضامندی** کے بغیر حکومت کے اختیارات دینے کا فیصلہ نہ کیا جائے گا، **پنجاب میں** اقلیت ہندوؤں اور سکھوں کی ہے یہاں کے متعلق کہدیا جائے گا، کہ ہندوؤں اور سکھوں کو راضی کر لیا جائے، تب اختیارات دیے جائیں گے، اور ہندو اور سکھ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ انھیں باوجود اقلیت میں ہونے کے مسلمانوں سے جو اکثریت میں ہیں زیادہ حقوق دئے جائیں اسی طرح **صوبہ سرحد اور بنگال میں** ہندو اقلیت میں ہیں، ان کو اس وقت تک کچھ نہ دیا جائیگا جب تک ہندو رضامند نہ ہو جائیں، اور ہندو اسی طرح راضی ہوں گے کہ مسلمانوں سے زیادہ ان کو حقوق دئے جائیں یہی حال سندھ کا ہے اُسے بھی اسی اصول سے آزادی نہ دی جائیگی، اس وقت دنیا کانگریس کو حق بجانب قرار دیگی، اور مسلمانوں پر ہنسے گی، کہ انھیں کانگریس بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی، غرض انہی الفاظ کے رُو سے اگر سندھ پنجاب بنگال، صوبہ سرحدی اور سندھ کو کچھ نہ دیں، تو یہ کانگریس کے الفاظ کے لحاظ سے ان کے لئے جائز ہوگا، کیونکہ وہ کہیں گے، یہی فیصلہ ہوا تھا، کہ اقلیتوں کی رضامندی کے بغیر کچھ نہ دیا جائیگا، ان صوبوں میں اقلیتیں چونکہ مسلمانوں کی اکثریت کے لحاظ سے حقوق دینے پر تیار نہیں، اس لئے نہیں دئیے جاتے، اس کے مقابلہ میں جن صوبوں میں **مسلمانوں کی اقلیت** ہے وہاں مسلمان جتنا مطالبہ کر رہے ہیں، اُسے پورا کر دیا جائے، تو بھی وہ اقلیت میں ہی رہیں گے اور حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہوگی مثلاً **یوپی میں** مسلمان ۳۰ فی صدی کا مطالبہ کر رہے ہیں اُسے منظور کر لینے پر بھی حکومت اسی قوم کی ہوگی، جس کے ہاتھ میں ۷۰ فی صدی حقوق ہوں گے، پنجاب میں اقلیت کہتی ہے کہ مسلمانوں سے زیادہ اسے حقوق دئے جائیں مگر یوپی میں اقلیت کا یہ مطالبہ ہے کہ ۱۵ کی بجائے ۳۰ فی صدی حقوق دیے جائیں، ہندو کہیں گے کہ چلو ہم یوپی میں مسلمانوں کو ۳۰ فی صدی حقوق دیتے ہیں، پنجاب میں مسلمان اقلیتوں کا مطالبہ مان لیں، اب غور کرو، پنجاب اور یوپی میں مسلمانوں کو کیا ملا، مدراس میں مسلمان چھ فیصدی کی بجائے ۱۵ فی صدی

مانگتے ہیں، ہندو کہیں گے اچھا ۱۵ فی صدی ہی لے لو، مگر پنجاب میں جب تک مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کو راضی نہ کر لیں، کچھ نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح بنگال کو کچھ نہ دیا جائیگا، اور کہدیا جائیگا کہ وہاں کے ہندو جو اقلیت میں ہیں، وہ راضی نہیں۔

غرض یہ فیصلہ مسلمانوں کیلئے مفید نہیں بلکہ دھوکہ ہے اور جو لوگ اس پر خموش ہو رہے ہیں وہ **اپنی نادانی کا ثبوت پیش** کر رہے ہیں، ذرا غور تو کریں، کون سے طریق سے مسلمان ثابت کر سکیں گے کہ سندھ صوبہ سرحدی پنجاب اور بنگال میں ہندو اقلیت میں نہیں، اور پھر وہ کون سا طریق اختیار کریں گے جس سے ہندوؤں کو راضی کر لیں گے، اس فیصلہ کے تو یہ معنی ہیں، کہ پنجاب، بنگال، صوبہ سرحدی، سندھ میں جب تک ہندو راضی نہ ہوں گے کوئی اختیارات نہ دئے جائیں گے، یہ صورت تو پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے

مسلمانوں کیلئے بہترین صورت یہی ہے کہ وہ قانون شکنی کا مقابلہ کریں، اور ادھر گورنمنٹ سے اپنے مطالبات پورے کرانے پر قانون کے اندر رہ کر زور دیں، اور ثابت کر دیں کہ ہم ایسے ہی ملک کی آزادی کے خواہاں ہیں جیسے ہندو، اور اس بات کو جاری رکھیں جب تک اپنے حقوق حاصل نہ کر لیں۔

میں اس وقت **اپنی جماعت سے** یہی کہنا چاہتا ہوں، کہ **قانون شکنی کا مقابلہ کیا جائے** ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر قصبہ کی جماعت اعلان کرائے کہ وہ قانون کا احترام قائم کرنے کیلئے گورنمنٹ کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گی کیونکہ قانون توڑنے سے شریعت بھی ٹوٹ جاتی ہے اور ملک کا امن بھی برباد ہو جاتا ہے

پس میں **اپنی جماعت کیلئے اعلان** کرتا ہوں کہ وہ اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھے، جو حضرت مسیح موعود کے وقت سے چلی آتی ہیں، اور اس سے پیاری روایت ہمارے لئے اور کون سی ہو سکتی ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عمل کیا، پس چاہئے کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ کی جماعتیں قانون شکنی کا مقابلہ کریں اور اس طرح گورنمنٹ کو امن قائم کرنے میں مدد دیں، مگر اس کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی صاف طور پر کھول کر کہدیں کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک غلام رہے ہم اپنے اور مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ کرتے رہیں گے، اور انہیں حاصل کریں گے، گورنمنٹ اعلان کر چکی ہے کہ اہل ہند کو آزادی دی جائے گی، ہم اس وعدہ کے پورا کرنے کا اس سے مطالبہ کرتے رہیں گے پس جماعت کو ایک طرف تو مسلمانوں کے حقوق کی خصوصاً اور ملک کے حقوق کی عموماً تائید کرنی چاہئیے اور دوسری طرف قانون شکنی کرنے والوں کا مقابلہ کرنا چاہئیے، ایسے لوگ ملک کے خیر خواہ نہیں، بلکہ دشمن ہیں، ان کا مقابلہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ روح کچلی جائے، جو ملک کی آزادی کو کچلنے والی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت جو ایک طرف تو مشکل اور نازک اوقات میں ملک اور قوم کی خدمت کر کے خراج تحسین حاصل کرتی رہی ہے اور اس کے طریق عمل کو صحیح اور درست قرار دیا جاتا رہا ہے اور دوسری طرف عدل اور انصاف اور ملک کی بھلائی کیلئے گورنمنٹ سے تعاون کر کے اس سے اپنے تعلقات اچھے رکھتی ہے اس نازک موقعہ پر جس سے زیادہ نازک وقت کبھی پہلے نہیں آیا، اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھیگی، اور اس طرح ایک طرف تو ملک سے اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا اعتراف کرائے گی اور دوسری طرف گورنمنٹ سے قانون پسندی اور [illegible] کا اقرار کرائے گی اور اس وسطی رستہ پر چلیگی جو

امن اور انصاف کا رستہ ہے

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

بھائی جی کی تاریخ نویسی میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تحریر واقعات میں ناجائز اسقاط و حذف اور ایزاد و اضافہ سے کام لے کر اپنی دیوتا سروپیت پر داغ لگاتے ہیں، جن واقعات سے مسلمانوں کی بہادری الوالعزمی کا ثبوت ملتا ہو اور جن سے ہندوؤں اور سکھوں کیساتھ مسلمانوں کے باہمی دوستانہ تعلقات پر روشنی پڑتی ہو دیوتا سروپ جی ان کو بالکل ہضم کر جاتے ہیں، اور لایعنی و موضوع ناقابلِ اعتبار فرضی اور بناوٹی واقعات کو جن سے ہندو مسلمانوں کا باہمی عناد اور مسلمانوں کے فرضی مظالم آئینہ ہوتے ہوں۔ انھیں دیوتا سروپ جی مزے لے لے کر بڑی آب و تاب کے ساتھ نمک مرچ لگا کر تحریر کرتے ہیں، یہ خیال کبھی ان کے نزدیک نہیں پھٹک سکا کہ جس واقعہ کو ہم تحریر کرتے ہیں وہ اپنے زمانے اور اس کی معاشرت اور تمدن اور رسم و رواج کے لحاظ سے ممکن الوقوع بھی ہے یا نہیں، اگر ہندوستان میں دس بیس مورخ اور بھی ایسے ہی پیدا ہو جاویں، تو بیچارے فن تاریخ کا جنازہ ہی اُٹھ جائے گا افسوس ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہل نظر گئی

بھائی پرمانند جی کے تاریخی رسالوں میں سے سردست ہم "بیراگی بیر" کو لیتے ہیں، اور اپنے معزز ناظرین کو دکھا دیتے ہیں کہ اس نام نہاد مورخ نے اس چھوٹے سے رسالہ میں فن تاریخ کی کہاں تک مٹی پلید کی ہے۔

دیگر مذاہب کے بزرگوں کی توہین:۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ بیراگی بیر میں کئی ایک مقامات پر دیگر مذاہب کے بزرگوں کی توہین بھی کی گئی ہے مثلاً

(۱) "مجھے اس کی زندگی میں وہ کمال دکھائی دیتا ہے جو کہ نہ صرف ہندوستان کے بلکہ دنیا کے دوسرے مہا پرشوں میں نظر نہیں آتا" صہ ۳

اس لایعنی فقرے میں بیراگی کو دنیا بھر کے مہاپرشوں سے فضیلت دی ہے حالانکہ بیراگی کو آج تک یہ نعمت ہی نہیں ملی، اور کسی مذہب والے نے اسے اپنا پیشوا نہیں مانا، دنیا میں اس کا کوئی پنتھ بھی جاری نہیں ہوا، سکھوں کی امداد سے اسے چند روز کیلئے تھوڑا سا عروج ملا تھا، پھر اپنے تکبر اور غرور اور گورو صاحب کی نافرمانی کی بدولت پستی کے گڑھے میں گر گیا، اور اپنے کیفر کردار کو پہونچا، کیا ایسا شخص دنیا کے مہاپرشوں کی قطار میں آسکتا ہے کبھی ممکن ہی نہیں، پھر ایسے شخص کو دنیا کے مہاپرشوں کے بالمقابل لا کر فضیلت دینا دُنیا کے مہاپرشوں کی توہین نہیں تو کیا ہے، دُنیا کے مہاپرشوں کے لفظ میں ہندوؤں، مسلمانوں اور انگریزوں وغیرہ کے تمام مہاپرش آ گئے، اور پرمانند جی کے لکھنے کے بموجب بیراگی سب پر فضیلت رکھتا ہے کیا اس سے بڑھ کر کسی کی توہین کی جاسکتی ہے دُور کیوں جاؤ، ہندوستان ہی کو لو کیا ویدک رشی مہاپرش نہ تھے؟ کیا شاستر کار مہاپرش نہ تھے؟ کیا درشن کار مہاپرش نہ تھے؟ سری رامچندر جی مہاراج اور سری کرشن جی مہاراج مہاپرش نہ تھے؟ ان بزرگوں سے بیراگی کا کیا مقابلہ، حقیقت میں یہ ناپاک فقرہ ان بزرگوں کی سخت توہین ہے۔ بھائی جی کو احساس نہیں ہوا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں، جواہرات کے ساتھ ایک بیڈول سے پتھر کا مقابلہ کر رہا ہوں، سر بفلک پہاڑوں کے سامنے ریت کے ادنیٰ سے ذرے کو لا رہا ہوں، اور تو اور گورو گوبند سنگھ جی مہاراج بھی مہاپرش ہی تھے، جن کا حلقہ ارادت کانوں میں ڈال کر بیراگی نکلا تھا، اور جن کے صدقے اس نے تھوڑا بہت عروج حاصل کیا تھا، پھر اُن سے بھی نافرمان ہو گیا تھا، بھلا ایسے مقدس گورو سے ایسے نافرمان چیلے کا کیا مقابلہ، کیا اس سے گورو مہاراج کی توہین نہیں ہوئی پرمانند جی اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ ابھیشم پتامہ جی کو بھی مہاپُرش لکھتے ہیں، کیا بیراگی ان سے بھی بڑھ کر تھا، ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں،

ہمیں تو دیوتا سروپ جی کی حالت واجب الرحم معلوم ہوتی ہے تاریخی واقعات کے خلاف لکھتے لکھتے ویدوں کے بھی برخلاف لکھنے لگ گئے،

(۲) "گورو گوبند سنگھ جی سے بیراگی نے ان کے اوتیش کا چارج لے لیا، گورو نے بیراگی کی شہرت اور قابلیت کی تعریف کی، بیراگی نے انکساری سے بھرا جواب دیا، میں آپ کا بندہ ہوں، گورو نے کہا، آپ بندے ہو تو اپنی ماتا کی بندگی کرو" صہ ۵۶

دیوتا سروپ نے چالبازی سے اصل واقعہ کو چھپا کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے، ہم تواریخ گورو خالصہ سے اصل واقعہ تحریر کر کے حقیقت کے چہرے سے پردہ اُٹھاتے ہیں، بیراگی بندہ گورو صاحب کا سکھ بن گیا تھا، دیوتا سروپ نے خاص واقعہ کہلر اس کی سکھی کو چھپایا، تاکہ کسی نہ کسی طرح اس کا یہ داغ مٹایا جا سکے، کیونکہ آگے چلکر یہ بیراگی بندہ سکھی سے منحرف ہو گیا تھا، اور گورو صاحب کی بیویوں کو ان کے خط کے جواب میں لکھ بھیجا کہ:۔

"آپ کا مجھے ایسا خط لکھنا فضول ہے میرے پر آپ کو

کیا دعویٰ ہے، آپ سکھ ہو میں بیراگی سادھو ہوں، میں کبھی گورو کا سکھ نہیں ہوًا،، بیراگی بیر صـ ۱۰۹

قطع نظر اس بات کے کہ یہ خط بالکل بے سر و پا اور بے اصل تھا، نہایت ہی گستاخانہ طریق پر لکھا گیا ہے کہاں بیراگی کے وہ لفظ کہ میں آپ کا بندہ ہوں، اور کہاں یہ دیدہ دلیری کہ میرے پر آپ کو کیا دعوے ہے؟ گورو صاحب کی بیویاں ایسی کم حیثیت نہ تھیں، کہ بیراگی سا بے حقیقت آدمی انھیں ایسے الفاظ سے مخاطب کرتا، بیراگی کے سکھ ہونے کے متعلق تاریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی حصہ اول ع۳ صـ ۲۱۳۸ میں صاف لکھا ہے:۔

”گورو جی نے اس کو گورو گھر کا سکھ بنا کر اس کا نام بندا سنگھ رکھدیا،، دیوتا سروپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ گورو نے کہا، ”آپ بندہ ہو تو اپنی ماتا کی بندگی کرو“ تاریخ گورو خالصہ میں یہ واقعہ اس طرح پر لکھا ہے ”بیراگی بندہ ہاتھ باندھ کر گورو صاحب کے آگے آکھڑا ہوًا گورو صاحب نے پوچھا تم کون ہو؟ بیراگی نے جواب دیا آپ کا بندہ ہوں۔ گورو صاحب نے فرمایا، سچا بندہ وہ ہوتا ہے جو مالک کی بندگی پُوری کر دکھائے،،

(تاریخ گورو خالصہ بھائی گیان سنگھ صـ ۲۱۴۷)

گورو صاحب کے ان لفظوں کو کہ سچا بندہ وہ ہوتا ہے جو مالک کی بندگی پُوری کر دکھائے، دیوتا سروپ نے یوں بنا دیا، بندہ ہو تو اپنی ماتا کی بندگی کرو، گورو صاحب کے لفظوں میں ایک اعلیٰ سے اعلیٰ عرفانی خیال کی جھلک ہے اور دیوتا سروپ کے لفظوں میں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مشرکانہ خیال کی ظلمت، کبھی ممکن ہی نہیں ہو سکتا کہ گورو گوبند سنگھ جیسا خدا پرست انسان ایسے رذیل خیال کی طرف توجہ بھی دے سکے، زمین کی بندگی کرنا خدا پرستوں کا کام نہیں، ایسا گندا خیال کبھی ان کے نزدیک تک نہیں آسکتا، ان کے نزدیک خدا کے سوا زمین آسمان سورج، چاند، ستارے اور عناصر سب انسان کے خدمت گار اور خادم ہیں کبھی مالک نہیں ہو سکتے پھر ان کی بندگی کیا، ان سے تو بندگی کرانی چاہئیے سعدیؒ نے سچ کہا ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

گورو صاحبان سے ہندوؤں کی ناراضگی کے اسباب

یہ امر فی الواقعہ تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے امداد کی بجائے گورو صاحبان کی مخالفت میں بہت بڑا حصہ لیا، مگر غور کی نگاہ ڈالنے سے سارا تعجب رفع ہو جاتا ہے اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر ہندو مخالفت نہ کرتے تو تعجب کی بات تھی، کیونکہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی مصلح پیدا ہوتا ہے اور وہ قومی اصلاح کی طرف توجہ دیتا ہے تو قوم اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جایا کرتی ہے بعینہ یہی سلوک گورو صاحبان کے ساتھ بھی ہوًا، کیونکہ گورو صاحبان کا مشن ہندو قوم اور ہندو مذہب کی اصلاح کرنا تھا، اور اس غرض کیلئے اُنھوں ویدک تعلیم کی خرابیوں کو علی الاعلان ظاہر کر دیا تھا اس لئے قوم ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی، جس نے سرسری نظر سے بھی گورو گرنتھ صاحب کو پڑھا ہوگا، وہ اس امر سے ضرور واقف ہوگا، کہ ویدک رسمیات کی پابندی، زنار بندی، قشقہ لگانا، تیرتھ اشنان کرنا وغیرہ وغیرہ کون کون رسمیں ہیں، جن کی گورو صاحبان نے مخالفت نہیں کی، ہندو قوم ایک لمبی مدت سے ان رسمیات میں مبتلا چلی آتی تھی، اور برہمن مہاتماؤں نے انہی رسموں پر مکتی اور نجات کا انحصار کر رکھا تھا اور ان کی اپنی معاش بھی انہی رسموں پر موقوف تھی، اس لئے کیسے ہو سکتا تھا، کہ وہ گورو صاحبان کے اصلاحی کاموں کو اچھی نگاہ سے دیکھتے، اور ان کی قدر کرتے اُنھوں نے بھی شدت سے مخالفت کی آگ جلائی، اور تابمقدور کوشش کی کہ اس کے بھڑکے ہوئے شعلے گورو صاحبان کے خرمن ہستی کو جلا دیں، مگر جن کا خدا محافظ ہو انھیں بھلا کون مار سکتا ہے ہندوؤں کی ساری ناپاک کوششیں اکارت ہو گئیں، اور وہ اپنے شیطانی منصوبوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بیراگی۔ ناظرین کو ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ بیراگی صاحب جن کا ذکر خیر اکثر اس چھوٹے سے رسالے میں آیا ہے کون تھے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی تعارف کرا دیا جائے،

بیراگی صاحب کا اصلی نام بقول بھائی پرمانند لکشمن تھا، اور ریاست پونچھ میں پیدا ہوئے تھے، مگر سکھوں کی تاریخوں میں ان کا نام مادھو داس یا نرائن داس ہے ابتدائے عمر میں شکار کھیلتے رہے پھر تارک الدنیا بیراگی سادھو بن کر دکن کے علاقہ میں چلے گئے اور جادو کے کرتب دکھائے، اور ٹونے ٹوٹکے کرتے رہے پھر گورو صاحب کے سکھ بن گئے، اور بندا سنگھ نام رکھا اور گورو صاحب سے یہ نصیحت لے کر پنجاب میں ان کے صاحبزادوں کے خون کا بدلہ لینے کیلئے آئے۔

(۱) جتی رہنا (۲) جھوٹ نہ بولنا (۳) گوریائی مسند پر نہ بیٹھنا، (۴) سکھوں کو اپنا بھائی اور ہم پلہ جاننا، اور ان کے کہنے سے باہر نہ ہونا،

بیراگی نے پنجاب میں آکر گورو صاحب کی یہ سب نصیحتیں بالائے طاق رکھدیں، راجہ چنبہ کی بیٹی سے نکاح کر لیا، جھوٹ بولنا شروع کر دیا، گوریائی کی مسند پر بیٹھ کر گورو بن گئے، اور سکھوں کے کہنے کا کوئی پاس نہ کیا، پنجاب بھر میں لوٹ مچا دی، مسجدیں گروائیں گاؤں کے گاؤں جلوا دیئے اور اس قدر ادھم مچایا کہ الامان۔ غرور میں آکر گورو صاحب کی بیویوں تک کا حکم نہ مانا، آخر شاہی فوج مامور ہوئی، اور یہ گرفتار ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچے، اللہ بس باقی ہوس۔

(شیر پنجاب، ۲۷ اپریل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو کہ گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہش مند ہوں، مفصل حالات ۲ر کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج، نئی سڑک دہلی۔

ضروری اطلاع:۔ اس اخبار کے ساتھ جو رسالہ آنکھوں کا نور اور دل کا سرور آپکی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اسے آپ ضرور ملاحظہ فرمادیں، آپ کیلئے بہت مفید ہوگا۔

دُعا کیلئے درخواست :۔ مکرم ڈاکٹر ایل ڈی احمد صاحب ایم بی ایس کمپالہ (افریقہ) جناب خان صاحب محمد اکرام خاں صاحب بی اے رئیس چارسدہ، جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کیمبل پور، جناب اخوندزادہ محمد افضل خان صاحب ڈیرہ غازی خان اور جناب بابو محمد حسین صاحب ایس ڈی او درویش حسنات دارین کے لئے بھائیوں سے دعاؤں کے خواستگار ہیں، لہٰذا دوست ان بھائیوں کیلئے اپنے خاص اوقات میں ضرور دعا کریں کہ اللہ کریم ان دوستوں کے مشکلات دور کرے اور انھیں حسنات دارین سے سرفراز فرمائے آمین۔ نیز جامعہ احمدیہ کے جو طلبا مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں، دوست ان کی کامیابی کیلئے بھی اللہ کے حضور درد دل سے دعا کریں، مبارک احمد صاحب بن منشی محمد الدین صاحب کارکن مقبرہ بہشتی مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی کیلئے دوستوں سے خاص طور پر دعا کے طالب ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے سکول کا نتیجہ اگرچہ ۴۷ میں سے ۲۱ طلباء کی کامیابی بادی النظر میں چنداں زیب نہیں دیتی، مگر میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے موجودہ طریق کار نے سکول کی کایا پلٹ دی ہے اور مستقبل کیلئے عظیم الشان کامیابی کی داغ بیل لگادی ہے وہ کیسے؟ اگر ہیڈ ماسٹر صاحب چاہتے تو کمزور طلباء کو روک کر اپنے نتیجہ کو زیادہ سے زیادہ شاندار بنا سکتے تھے مگر ان کے ضمیر نے ایسا کرنا طرفۃ العین کیلئے بھی گوارا نہیں کیا، آئندہ کیلئے جب دیگر اساتذہ کو یقین ہو جائیگا، کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کسی صورت میں بھی کسی طالب علم کو روکنے کیلئے تیار نہیں تو پھر یقیناً ہر ایک استاد اپنے مقررہ مضمون کیلئے طلباء کو بہترین رنگ میں تیار کریگا، اور اسکا نتیجہ لازمی طور پر سکول اور طلباء کے حق میں زیادہ مفید ثابت ہوگا، لہٰذا اس طرز عمل کیلئے میں ہیڈ ماسٹر صاحب کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں،

وصیت نمبر ۳۲۱۷ میں تاج محمود ولد میاں عبدالرحیم قوم ودھاون خوجہ پیشہ ملازمت غیر سرکاری، عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن چنیوٹ ڈاک خانہ و تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ آج بتاریخ ۲۴ ۱۱/۲۹ کو میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:

(۱) ایک مکان پختہ واقعہ چنیوٹ محلہ راجن پور میں ہے جس کا میں واحد مالک ہوں

(۲) ایک چوتھائی دوکان معہ برآمدہ بازار کلاں چنیوٹ میں ہے جو مشرقی لائن بازار میں ہے اور جس کے دیگر حصہ داران اولاد میاں قطب الدین سہگل اور اولاد میرے بھائی سلطان محمود کی ہے جس کی تخمیناً قیمت سوا صد روپیہ منجملہ پانصد کل قیمت کے ہے قیمت کل حصہ مظہر مکان مندرجہ مد ۱ بارہ ہزار پانچصد 12500/- روپیہ ہے اور حصہ دوکان مندرجہ مد ۲ 125/- روپیہ ہے کل قیمت 12625/-/- روپے ہے جس کے دسویں حصہ کی قیمت مبلغ ایکہزار دو سو باسٹھ روپے آٹھ آنے 1262/8/- ہے اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اور اس رقم سے مبلغ گیارہ صد 1100/-/- روپیہ ۱۹۲۹ء میں ادا کر چکا ہوں باقی 162/8/- روپے میں انشاء اللہ ادا کردوں گا، اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت جس قدر اور میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، 24 11/29 بمقام چنیوٹ۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد حسین ولد میاں نور احمد	حاجی تاج محمود موصی	مولا بخش گلو احمدی چنیوٹ

گواہ شد
نذر محمد ساکن چنیوٹ

دوستوں کو میرے ساتھ انصاف کرنا چاہئے

وہ کام جو لاکھوں کے خرچ سے قوم کو میسر آسکتا ہیں کوڑیوں کے مول دوستوں کو دے رہا ہوں، قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کیوقت میں نے کسی دوست پر بوجھ نہیں ڈالا، روزانہ سولہ سولہ گھنٹے لگاتار کئی سال تک کام کیا، اخبار بھی جاری رکھا، اور شہر کی کمیٹی کے فرائض بھی آنریری طور پر نبھاتا رہا خدا کے کرم سے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ تو مکمل ہوچکا، اب میں ہندی ترجمہ میں مصروف ہوں، میں جو کچھ کر رہا ہوں محض قرآن حمید کی اشاعت کیلئے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم مسلمانوں سے واقعی یہ فاش غلطی اور ناقابل عفو سستی ہوئی جو ہم نے اس وقت تک ہندوستان کی دیسی زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم سے پہلو تہی کی ورنہ اس وقت ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا، آپ جانتے ہیں اس میں میرا ذاتی فائدہ کیا؟ کیا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں بھی ۵-۶ گھنٹے روزانہ کام کر کے اپنی زندگی آرام سے گذاروں، مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں روزانہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ گھنٹے کام کروں یہ محض اسلام اور پیارے اسلام کی خاطر، اور قرآن پاک کی تقدیس کی اشاعت کے لئے۔

اب میں دوستوں سے اور کچھ نہیں صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ نور کی توسیع اشاعت کیطرف خاص توجہ دیں تاکہ نور کی اشاعت اس قدر ہو جائے کہ اس کے صرف ۵۰ ماہوار کا نقصان تو پورا ہو جائے یہ یاد رہے کہ اخبار پر ابھی عملہ کا بوجھ نہیں ورنہ خسارہ سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۳۲۱۰

میں حمیدہ بیگم بنت غلام محمد صاحب قوم کشمیری ورک پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۴/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں، میری اسوقت کوئی جائداد نہیں، میری ماہوار آمد ۲۵ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوا کرےگی اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی، اور بوقت وفات میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی العبد حمیدہ بیگم معلمہ گرلز سکول قادیاں۔ گواہ شد سردار بیگم معلمہ گرلز سکول قادیاں۔ گواہ شد میمونہ صوفیہ معلمہ گرلز سکول قادیاں گواہ شد چوہدری غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر گرلز سکول قادیاں۔

وصیت نمبر ۳۲۰۸

میں علم دین ولد غلام حیدر قوم راجپوت پیشہ دوکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت بوقت لیکچر لاہور ۱۹۰۴ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری جائداد منقولہ صرف عـــه ہے اور غیر منقولہ جائداد ایک سکونتی مکان ہے جو موضع گنج متصل منگلپورہ ڈاکخانہ باغبانپورہ ضلع لاہور میں واقع ہے، اور آج کل وہ کرایہ پر دیا ہوا ہے، ان دونو جائدادوں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرا مکان میری زندگی میں بک گیا، تو میں خود ہی اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کردونگا اور اگر میرے بعد وہ مکان بکا، تو صدر انجمن احمدیہ کو حق ہوگا، کہ میرے ورثا سے اس وقت کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ لےلے، آج کل میرا روزگار سبزی کی دکان پر ہے جو آمد ماہوار ہوگی میں اس کا ۱/۱۰ حصہ خود ادا کرتا رہوں گا، یہ چند حروف بطور سند لکھ دیئے ہیں۔
العبد علم دین بقلم خود۔ گواہ شد غلام احمد مجاہد مولوی فاضل بدوملہوی، حال قادیان - ۱۵-۱-۳۰
گواہ شد تاج الدین لائلپوری بقلم خود مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان - ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء -

وصیت نمبر ۳۱۴۳

میں فیروز الدین، ولد میاں رحیم بخش قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن موضع جوڑہ سنگھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۹ ۳۰ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری جائداد اسوقت کوئی نہیں، ماہوار آمد ۲۵/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا، میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی فقط ۱۲/۲۹ ۳۰
العبد فیروز الدین حال وارد قادیان۔
گواہ شد محمد شریف وکیل منٹگمری، حالوارد قادیان
گواہ شد مولابخش ولد عظیم بخش ونجواں حالوارد قادیاں۔

وصیت نمبر ۳۱۳۴

میں خوشی محمد ولد نبی بخش قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۱۸ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری اس وقت کوئی جائداد نہیں، ماہوار آمد عـــہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کرتا رہوں گا، اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، فقط
العبد خوشی محمد ولد نبی بخش - گواہ شد فخر الدین احمدی ملتانی
گواہ شد، ناصر شاہ بقلم خود -

وصیت نمبر ۳۲۳۵

میں غلام نبی ولد پیر محمد قوم مغل چغتہ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال ۷ ماہ، بیعت نومبر ۱۹۱۱ء ساکن ہریہ والہ ضلع گجرات کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴ اپریل ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- (نوشتہ بمقام قادیان)

میری اس وقت جائداد ایک مکان خام واقعہ ہریہ والہ قیمتی اندازاً ؏صمار روپیہ اور ۱۰ مرلہ زمین سفید واقعہ امین آباد متصل ریلوے اسٹیشن گجرات قیمتی ما رصـ۵ روپے اور خانگی سامان قیمتی ـــہ روپیہ جس کی کل قیمت ۱۰۵۵/- روپیہ ہے اور ماہوار آمد ۱ـعہ ۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کرتا رہوں گا، اور بوقت وفات جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اور اگر میں کوئی روپیہ اپنی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا فقط، العبد، غلام نبی بقلم خود اورنیٹل ٹیچر گورنمنٹ نارمل سکول ڈسکہ، گواہ شد سعد الدین انگلش ماسٹر جہلم حال وارد قادیاں ۔ گواہ شد غلام مصطفےٰ سب اسسٹنٹ سرجن شیخوپورہ حال وارد قادیاں ۔

وصیت نمبر ۳۲۴۲

میں فضل دین ولد نبی بخش قوم جٹ پیشہ مزدوری عمر تقریباً بیس سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۴ء ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیاں، ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- میری جائداد اس وقت کوئی نہیں، اس وقت میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کرتا رہوں گا، میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی
العبد فضل دین بقلم خود، گواہ شد اللہ دتا چپراسی دفتر محاسب قادیاں - گواہ شد چوہدری سکندر علی بقلم خود۔

وصیت نمبر ۳۲۳۱

میں عبد العزیز ولد خواجہ علی جونیوانی قوم مسلمان احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن پاری پورہ تحصیل کولہ گام ضلع سرینگر کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد کوئی نہیں ہے، میری ماہوار آمدنی ۱۵/- روپیہ ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کرتا رہوں گا میرے مرنے کیوقت جس قدر جائداد میری ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی، العبد عبدالعزیز موصی گواہ شد محمد نصراللہ خاں سکرٹری انجمن احمدیہ جماعت باری پورہ بقلم خود۔ گواہ شد غلام رسول احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ باری پورہ بقلم خود

وصیت نمبر ۳۲۱۴

میں محمد ظہور الدین احمدی ولد امیر بخش قوم رائیں پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۰۵ء ساکن موضع ہربنس پورہ ڈاکخانہ سرہند ضلع ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے ماہوار آمد مبلغ للعہ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا، اور بوقت وفات متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی ؛ العبد محمد ظہور الدین احمدی حال آباد آگرہ گھاٹی ماموں بھانجہ، بقلم خود، گواہ شد حافظ ملک محمد برادر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب، گواہ شد شمس الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ آگرہ ؛

وصیت نمبر ۳۲۳۶

میں عبدالغنی ولد میراں بخش قوم شیخ پیشہ درزی عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک قطعہ زمین سفید ۱۰ مرلہ واقع محلہ دارالبرکات قادیان قیمتی ۲۵۵/-/- روپیہ کا ہے (۲) میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً عـہ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کرتا رہونگا، (۳) میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی، فقط المرقوم ۲۰ اپریل ۱۹۳۰ء تحریر کنندہ خاکسار رحمت اللہ پٹواری بنگہ۔ ضلع جالندھر ، العبد عبدالغنی ولد میراں بخش بقلم خود گواہ شد فضل الدین احمدی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بنگہ بقلم خود، گواہ شد نبی بخش احمدی از لاہور بقلم خود۔

وصیت نمبر ۳۲۴۱

میں علی اکبر ولد چوہدری محمد حسین قوم جٹ بسرائے پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن گھڑیال کلاں ڈاکخانہ خاص سب آفس بدوملہی تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے اراضی مقبوضہ ومملوکہ خود واقع موضع گھڑیال کلاں رقبہ تخمیناً ۹۰ بیگھہ جسکی کل قیمت تخمیناً ۹ ہزار روپیہ ہے اس کے علاوہ ایک کنال زمین برائے مکان واقع قادیان دارالامان ہے جس کی قیمت ۳۶۰ روپیہ ادا کی گئی ہے بس میری کل غیر منقولہ جائداد کی قیمت مجموعی ۹۳۶۰/-/- روپے ہے جسکا ۱/۱۰ حصہ ۹۳۶ روپے ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۱۵ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن مذکور وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو ؛

اکسیر معدہ آپکو کیا فائدہ دیگی؟

یہ امراض معدہ وسینہ کا لاثانی علاج، بکثرت دودھ گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے اگر آپکو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے تو آپ کیلئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ورنہ مرغن اور مقوی غذائیں بھی محض وبال ہیں۔

یہ اکسیر معدہ ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، قے، جی کا متلانا، جگر وتلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، آنکھ ودماغ کی کمزوری، گرمی کی شدت، پیاس کا زیادہ لگنا، ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ وغیرہ کیلئے تیر بہدف ہے۔

دودھ، بالائی، مکھن، گھی، گوشت انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے خون صالح پیدا ہوکر چار یا پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت اور قوت مردی کو بدرجہ غایت بڑھاتی ہے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے (خوراک ۴ رتی)

قیمت فی شیشی جو عرصہ کیلئے کافی ہے صرف دو روپے (عـار) محصولڈاک الگ،

جناب اڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت:- مکرمی میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں "کچھ دن ہوئے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی، ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی، اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی، اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہوگئی اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں، اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرماویں مشکور ہونگا، اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے آمین ؛

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ مسلمہ امر ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اس قدر بدبودار ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے، محصول الگ ؛

اکسیر دردِ سر

یہ نامراد مرض مریض کو ماہی بے آب کی طرح تڑپاتا ہے جن لوگوں کو بدقسمتی سے اس کا دورہ ہوتا ہے وہی خوب جانتے ہیں کہ یہ مرض کس قدر وبال جان ہے ہماری اس جادو اثر دوا سے بفضل خدا دو منٹ کے اندر اندر قطعی آرام ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی جو عرصہ کیلئے کافی ہے عـہ محصول الگ۔ پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان** ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیر اعظم

جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

دنیا میں ایک ہی لاثانی دوا ہے جس کی موجودگی نے کہ طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے ۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ۔

ضعف باہ ، ضعف دل ، ضعف دماغ ، ضعف اعصاب ، ضعف بصر ، ضعف ہاضمہ ، اعصابی درد ، نزلہ ، دردسر ، شقیقہ ، بے خوابی ، مسوڑھوں سے خون آنا ، منہ سے پانی کا جاری رہنا ، دانتوں کا درد ، آواز کا بیٹھ جانا ، دمہ ، کھانسی ، منہ سے خون کا آنا ، قے ، ڈکاروں کی کثرت ، معدہ کی ترشی ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا ، پیشاب کی کثرت ، ذیابیطس ، سُرعت ، خرابی خون وغیرہ کیلئے یہ تریاق بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے ، گویا حقیقی معنوں میں یہ دوا **محافظ صحت** ہے ۔

مستورات کے امراض **بانجھہ پن** اور **جریان الرحم** کیلئے بھی بہت مفید ہے ۔

یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے کیونکہ کارخانہ اس اکسیر کو شہرت دینا چاہتا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ امیر و غریب اس نعمت بے بہا سے یکساں مستفیض ہوں ، لہذا فی الحال اس کی قیمت قریباً اصل لاگت یعنی نو روپے آٹھ آنے (للعہ) علاوہ محصولڈاک مقرر کی جاتی ہے ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز ، نور بلڈنگ ، قادیان ، ضلع گورداسپور

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ ، چہرہ زرد ، سر اور کمر میں درد ، حافظہ کمزور ، کسی کام پر دل نہ لگتا ، چلتے وقت دم چڑھ جاتا ، پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی ، ہاتھ پاؤں پھولتے ، قوت رجولیت جواب دے چکی ہو تو آج سے ہی آپ اکسیر البدن (رجسٹرڈ) کا استعمال شروع کر دیں ، یہ دوا کیا ہے گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے ، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے جسم کو قوی بنانے ، ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے ، بھوک کے کھولنے ، حافظہ کو تیز کرنے ، رنگ کو نکھارنے ، دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط کرنے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکنے طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے اعضائے رئیسہ و شریفیہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے ، گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت ، چہرہ کو شگفتہ ، دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے ، گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے ، یہ دوا کیا ہے حیات انسانی کیلئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے دل میں نئی اُمنگ ، عضاء میں نئی ترنگ ، اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اسی کا کام ہے ، مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے التماس ہے کہ جو لوگ جائز طور پر اس کے حاجتمند ہیں صرف وہی لوگ اسکو طلب کریں ، ایکماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں ، صرف پانچ روپے ، محصولڈاک علاوہ ۔

ایڈیٹر صاحب الحکم کی شہادت :- مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم " اکسیر البدن " کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :- " مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، میں نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپکو لکھ رہا ہوں میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی ، اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر اس کو بھیجدی ، اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں ، وہ لکھتا ہے کہ " میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کر دی ، جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی ، الحمد للہ ! اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے ، بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم ، چہرہ پر بشاشت ، جسم میں چستی ، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں ۔ نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے ، ایک شیشی اور روانہ کر دیں " ، شیخ صاحب ! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی ، اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ، میں جب خود ولایت میں تھا ، تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا اس کی صحت مخدوش تھی ، اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا ، مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا ، اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں ، اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں ۔

ملنے کا پتہ { **مینیجر نور اینڈ سنز ، نور بلڈنگ ، قادیان** ، ضلع گورداسپور

تبلیغ کیلئے بے نظیر کتابیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر یہ کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

یہ آریوں میں تبلیغ کیلئے بے نظیر کتاب ہے جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند، (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آریہ وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بوداپن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آریہ کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکالکر رکھدیا گیا ہے قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ، صرف چند جلدیں باقی ہیں۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست یگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) ترتیا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلھاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ، گویا ہندوؤں کی کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کیلئے آپ ذرا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارک ملاحظہ کیجئے، آپ لکھتے ہیں کہ "میں نے کتاب ست اپدیش پڑھی، مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی اس کے ختم کرنے کے بعد انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے، اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے، میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی اور اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں بھی تقسیم کرے گی، دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کریں، اور قیمت مجھ سے وصول کرلیں۔ قیمت۔ ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے کہ جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ (۴) جینؤ (۵) مورتی پوجا (۶) ستوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان کی بزور تردید کی ہے، برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے قائل تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل اور مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھ گوروؤں کے پانی کی جگہ انکھوں میں اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے بھی زبردست ریویوؤں میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ، مگر نور کے خریداران سے صرف ایکروپیہ آٹھ آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا، کہ اس کا پہلا اڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، صرف چند کاپیاں باقی ہیں، سکھوں اور مسلمانوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی ۸ر

سکھ مسلم اتحاد

یہ میرا انجمن حمایت اسلام کے گذشتہ سالانہ جلسہ کا لیکچر ہے جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر مسلمہ کتب سکھ دھرم یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانوں سے ہی ——— ۲۰ دسمبر کا اہل حدیث اس رسالہ کے متعلق لکھتا ہے کہ "قادیان میں ایک صاحب شیخ محمد یوسف سابق (سورن سنگھ) ہیں، آپکو سکھوں کے لٹریچر سے کافی واقفیت ہے اس رسالہ (سکھ مسلم اتحاد) میں آپ نے بتایا ہے، کہ سکھ دھرم اسلام کے بہت قریب ہے اس لئے سکھ مسلم اتحاد ہو سکتا ہے، قیمت کاغذ اعلیٰ ۸ر ادنیٰ ۶ر۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور (اخبار) قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)